قَالَ اَبُوْ عَبْدُاللہ الصَّادِقْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی امنا حوا المُطَھَّرَۃ

مِنَ الرجس المصفات مِنَ الانسِ ٥ (عملِ امِ داؤد)

اُمّہاتِ ائمہ

*

از

صدر الواعظین جناب مولانا ملک غلام حیدر صاحب قبلہ کلّو

مولوی فاضل واعظ شیعہ صدر مجلس ذاکرین پاکستان

*

ناشر

مکتبۃ السّاجد

چاہ بجے والا، کوٹلہ تولے خان ملتان (مغربی پاکستان)

*

ہدیہ :- ایک روپیہ

تقریظ

حضرت مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مبلغِ اسلام میانوالی

رسالہ "امہات ائمہ" مصنفہ مولانا غلام حیدر صاحب کلّو مولوی فاضل دام عزہم العالی نظرِ قاصر سے گزرا، میں نے از اول تا آخر اس کا مطالعہ کیا ہے، اس موضوع پر اس نوعیت کا یہ پہلا رسالہ ہے، مولانا ممدوح نے اپنے مدعا کو نہایت مستند اور مستحکم ادلہ و براہین سے خوب ثابت فرمایا ہے، کتبِ تاریخ تاریخ کے علاوہ بیشتر حوالے ان ادعیہ سے پیش کئے ہیں جو مذہب شیعہ کی مستند اور معروف کتب میں موجود ہیں، فرقہ شیعہ کے تعلیم یافتہ حضرات جن کی اکثریت فراولت رکھ کر نوافل بجا صل کرتے رہتے ہیں۔

فجزاهم الله خیر الجزاء، خصوصاً یہ پیش کش جس خلوص و محبت اور عقیدت مندی کے ساتھ پیش کی گئی ہے وہ انشاء اللہ اس مقدس بارگاہ میں ضرور منظور اور موجب ثوابِ بے حساب ہو گی، میری دعا ہے کہ خداوندِ عالم ان کے توفیقات اس سے بھی زیادہ کرے، بتصدقِ چہاردہ معصومین علیہم السلام، اور اس کے ذریعے مومنین کے الوابِ معرفت زیادہ سے زیادہ مفتوح ہوں اور انوارِ ایمان کی تجلیاں ہمیشہ قلوبِ مومنین کو منور کرتی رہیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر مرزا یوسف حسین عفی عنہ مبلغ اسلام میانوالی

تقریظ

عمدۃ المحدثین علّامہ جناب سیّد محمد عارف صاحب قبلہ جھنگ

باسمہٖ سبحانہٗ تعالےٰ

رسالہ "امہات ائمہؑ" ہمارے سامنے ہے، اس موضوع پر آج تک کسی صاحب نے اردو دنیا میں تحریر نہیں کیا، جس عرق ریزی سے حوالہ جات جمع کئے گئے ہیں تاریخی دنیا میں انمول موتی ہیں، جس سلاست سے دلائل قاطعہ بیان کئے ہیں عام فہم اور دلچسپ ہونے کی وجہ سے دل کبھی اچاٹ نہیں ہوتا، بلکہ ہر دلیل کے بعد دوسری دلیل کے پڑھنے کا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے، تنیتالیس دلائلِ قاطعہ ہیں، انکار کے دروازے بافہم کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں، جسقدر دورِ حاضرہ میں اس مسئلہ کی ضرورت تھی اس رسالہ امہاتِ ائمہ نے پورا کر دیا ہے، از آدم علیہ السلام تا عبداللہ و از حوّا تا آمنہ جس سلام اللہ علیہا انوار ائمہ علیہم السلام و سرکارِ دو عالمؐ جس صلب اور رحم سے گذرے ہیں سب کے سب پاک و مطہر خدا کے خاص بندے تھے، اس عقیدۂ حقّہ کو جس خوبصورتی کے ساتھ زیور ادلہ سے آراستہ کیا ہے، پھر پوری فہرست کو پیش کرنا اپنی نظیر خود ہیں، اور گلابی شیعیت کی اور قشریت کی بنیاد کو اکھاڑ کر رکھ دیا ہے، رہابیت کے اثرات جو ہم میں سرایت کر رہے تھے کافی حد تک مسدود ہو جائیں گے، حیدرؑ کے غلاموں کی یہی شان کبھی اقتدار سے مرعوب نہیں ہوتے، میری دعا ہے کہ مولوی غلام حیدر گلّو کو خداوندِ عالم بحق ائمہ طاہرین توفیق خیر میں اور اضافہ فرمائے تاکہ اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے باقی اقساط کو بھی مومنین کے ہاتھوں تک پہنچا سکیں۔ آمین ثم آمین

السید محمد عارف پرنسپل جامعہ حسینیہ دار العلوم جھنگ صدر جھنگ

تقریظ

از جناب مولانا ملک محمدؐ شریف صاحب قبلہ

باسمہٖ سبحانہ میں نے جناب فاضلِ جلیل مولانا ملک غلام حیدر صاحب قبلہ کا رسالہ "اہانتِ ائمہ" اول سے لے کر آخر تک پڑھا۔ اس موضوع پر اردو زبان میں یہ پہلا رسالہ ہے جس میں دلائل اور براہینِ قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کی دامنیں تمام عیوب سے پاک تھیں۔ نہایت مستند اور معتبر کتب سے وہابیت کی بیخ کنی کی گئی ہے۔ طرزِ استدلال نہایت لاجواب ہے۔ ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی گئی ہے، فاضلِ مؤلف نے نہایت خلوص سے اس کتاب کو تحریر کیا ہے۔ اس مختصر مگر جامع رسالہ کے مطالعہ سے مولانا موصوف کی استعدادِ علمی اور عمیق مطالعۂ حدیث و تاریخ کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے، آپ کی یہ پہلی کتاب ہے مگر اندازِ تحریر بتاتا ہے کہ آپ ایک کہنہ مشق مصنف ہیں اور آپ کا قلم مدتوں سے خدمتِ دین میں مصروف ہے۔ ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

جزاھم اللہ خیر الجزا

محمدؐ شریف عفی عنہ
ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

الحمد للہ الذی خلق من عندہ من فی الارض والسمٰوٰت وجعل محمدؐ وآلہؑ للخلق سادات وفضلھم علی الانبیاء والرسل والملائکۃ فی الکائنات والصلوٰۃ والسلام علیھم کانوا انوارا فی الاصلاب الشامخات والارحام المطھرات من آدمؑ وحواؑ الی عبد اللہ وابی طالب وامنۃ فاطمۃ بنت اسد ذوی الدرجات۔

عرضِ حال

اما بعد احقر غلام حیدر کلّو مولوی فاضل ساکن شاہ پور تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ عرض گزار ہے کہ موجودہ دور میں بوجہ غیبتِ امامِ غائب عجل اللہ فرجہ خصنا علمائے امامیہ کثرہم اللہ فی برایتہ کی بہاری مملکتِ خداداد پاکستان میں کثرت ہو رہی ہے اور جابجا دینی مدارس عالمِ وجود میں آرہے ہیں اتنا ہی تحقیقِ مسائل وافکار میں فراوانی ہوتی جارہی ہے، علمی مضامین تقریراً و تحریراً بیان کئے جارہے ہیں، ہر عالم اپنے اپنے مقام پر اپنا علمی دستار بڑھانے اور اپنی شخصیت کے منوانے میں بے قرار نظر آرہا ہے، کوئی حجۃ العلماء ہونے کے خواب دیکھ رہا ہے، کوئی آیۃ اللہ فی العالمین بننے کی تگ ودو میں مصروف نظر آرہا ہے، حالانکہ درحقیقت آیۃ اللہ فی العالمین صرف محمدؐ وآل محمدؐ ہیں، بعض ایک دو علم میں اپنے کو تجربہ کار فرض کرتے ہوئے لفظ علّامہ کو اپنے جسم پر فٹ کرنے میں سرگرداں ہے، کوئی اصلاحِ محافل ومجالس کا ٹھیکیدار بن کر داعظین

وذاکرین پر ہاتھ صاف کرنے میں مشغول ہے، ایک فاضل کو تو اعلمیت کے جنون نے ایسا ازخود رفتہ کر دیا ہے کہ اپنے بغیر سب پر جہالت کا فتویٰ صادر فرما دیا ہے، حالانکہ بعض واعظین ذوی الاحترام وہ بھی ہیں کہ جن سے اس بزرگوار نے ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی ہے، انھیں سے منبر پر کھڑے ہونے کا ڈھنگ سیکھا ہے، تعجب یہ ہے کہ عزاداری کو سنت جانتے ہیں اور اس کی اجرت کو حرام تصور فرماتے ہیں اور خود بحیثیت پرنسپل مدرسہ تعلیم قرآن و احکام دین پر جو واجب ہے ان کی اجرت کو حلال سمجھ کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں، ساتھ ہی کبھی مجالس پڑھ کر اس اجرتِ حرام بفتویٰ خود کو بھی چشمِ ماروشن دلِ ماشاد وصول فرما کر استعمال فرما لیتے ہیں، دراصل معاملہ یہ ہے کہ فقہ اور اصول فقہ کی تکمیل تو عراق سے فرما کر تشریف لائے اب باقی علوم مثلاً فضائل ومصائب آلِ محمدؐ کے تاریخی تذکرے، علم مناظرہ، فنِ خطابت میں پاکستان تشریف لانے کے بعد بال و پر نکالنے از حد ضروری نظر آئے، بام اوج ذاکری پر آپ سوا اس کے جا نہ سکتے تھے کہ پہلے ذاکرین کی تنقیص کریں، چنانچہ ملک کے مایۂ ناز واعظین پر طعن وتشنیع شروع کر دی، ان کے عیب اچھالنے لگے، ان کو فاضل جاہل کے خطاب سے نوازنا شروع کیا، ان کی بیان کردہ روایات پر اصلاحی تنقید شروع کر دی، جو بندہ یابندہ کے مصداق کبھی تو انکو ان کے اس نیک ارادے میں کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی، شاید ان وجادلھم بالتی احسن کا مطلب انھوں نے یہی سمجھا ہے کہ تمام واعظین و ذاکرین کو کذاب، مفتری، فاسق و فاجر کے الفاظ سے ضرور یاد کریں، چاہے

اپنے اساتذۂ کرام ہی کیوں نہ ان کے فتوے کی زد میں آجائیں، چاہے غیر شیعہ حضرات مذاق اڑائیں مگر یہ اپنی دھن میں اپنے مقصد کی طرف رواں دواں ہیں۔ ع "کشتی خدا پہ چھوڑ دو لنگر کو توڑ دو"

الاپتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

میرا اصل مقصد

خیر میرا مقصد کسی فاضل عالم پر تنقید کرنا نہیں، یہ علماء کا کام ہے اور وہی اس کے اہل ہیں، میں تو ایک ذاکر ہوں اور علمائے کرام کا نیاز مند، میں تو اسی کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہوں کہ یوم قیامت آل محمدؐ کا ذاکر ہو کر محشور ہوں اور ان ہی رہبرانِ دین کے ذکر کو عبادت سمجھ کر بجالاتا رہوں اور یہی نیت ہے کہ ذکرِ آلِ محمدؐ کرتے کرتے دم نکل جائے۔ نیت المؤمنین خیر من عملہ آگے یہ حضرات علیہم السلام جانیں اور ان کا کام ہماری زندگی اور ہماری موت انشاء اللہ ان ہی ذواتِ مقدسہ سے وابستہ ہے، میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ان کی رضا ان کے خالق کی رضا، ان کا غضب ان کے خالق کا غضب ہے شاء اللہ ماشاء اومایشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ اس وقت تو صرف چند سطور حوالۂ قلم کرنے کا خیال ہے، وہ یہ ہے کہ علم کے موجودہ ترقیاتی دور میں بعض بہترین فاضل علماء کی توجہ صرف اس طرف مرکوز ہوگئی ہے کہ اپنا نام پیدا کریں چاہے وہ نام پیدا کرنا جھنگا ہی کیوں نہ پڑے۔

غرضِ تالیف

چنانچہ اس دور کے صحیح النسب نقوی سید جو آسمانِ علم کے درخشاں ستارے ہیں بہترین فاضل ان کے نئے

پرواں چڑھے اور فی الحقیقت میں ان کے زہد، دیانت، تقدس اور علمی تبحر کا دل سے قائل ہوں لیکن اس زمانے کی ہوا نے ان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور انھیں بھی اس دور میں مرد میدان بننے کا خیال آیا کہ ہم بھی اپنا علمی کوس لمن العلمی بجائیں، حسن اتفاق سے ان کو اپنے ہی خاندان کی ایک نقوی فرد دستیاب ہوگئی، خوبی وقت کے تحت انھوں نے ایک ممتاز الافاضل کی آڑ لے کر (جن کو فاضل نقوی نہیں جانتے) سوالات کا ایک پلندہ (سوالات کیا بلکہ ہم سوال وہم جواب) اپنی ہی قوم کے ایک مقتدر عالم کو پریشان کرنے کیلئے سپرد ڈاک کر دیا (حسب اظہار فاضل نقوی) سوال موصول ہوگئے، ملاحظہ فرمایئے اب اس فاضل ترین سید پر واجب ہوگیا کہ اس ممتاز الافاضل کے علم کی قلعی کھولیں اور اپنے اس قومی مرید کو اپنے دام میں پھنسائیں۔ بس اس خیال کے آتے ہی ذیقدر عالم استاذ الفضلاء نے مکمل پوری نقوی ہی کے لب ولہجہ میں بولنا شروع کر دیا، اخباری دنیا میں خوب علمی چہل پہل پیدا کر دی اور بڑی اچھی تحقیقی اور استدلالی موشگافیوں سے ناظرین اخبارات سے اپنا علمی لوہا منوالیا اور ثابت کر دیا کہ ہم بھی ایک چھپے شیر موجود تھے جس کی گھن گرج سے تم ناواقف تھے، میں ہوں ایک ممتاز الافاضل کے عقائد کے پرخچے اڑانے والا۔ لمن العلم الیوم۔

مسائل وافکار کے عنوان سے ایک علمی مقالہ فاضل نقوی صاحب نے سپرد قلم فرمایا ہے، دراصل انھوں نے سیّد ہونے کی حیثیت سے اپنے آباء واجداد کا حق البوت وجدیت ادا فرمایا ہے۔

بفرمانِ فاضل سائل نقوی احمد ہاؤس کیمبل پور کے باشندہ ہیں، اس سے زیادہ میں ان بزرگوار کا تعارف نہیں کرا سکتا، بہر حال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کو دینیات میں دلچسپی بہت زیادہ ہے اور غلط عقائد سے جو ان کے خیال میں علامہ عبدالعلی صاحب قبلہ ہردی مرحوم اور علامہ محمد سبطین اعلے اللہ مقامہ کی تحقیقات سے شیعہ قوم میں رائج ہو رہے ہیں از حد نالاں ہیں، سید موصوف نے سوالات لکھے اور علامہ موصوف نے ان کے جوابات تحریر فرمائے، پھر کسی ممتاز الافاضل نے (جنہیں علامہ موصوف نہیں جانتے) ان کی ۲ر جولائی کے معارفِ اسلام میں شائع کر دی، بس پھر کیا تھا، اسد نقوی کو جوش آیا اور اپنے جوابات اسد اخبار میں قسط وار شائع فرما دیئے، اس پر غصہ ٹھنڈا نہ ہوا اور اس کے بعد المبلغ سرگودھا میں اشاعت کے لئے بھیج دیئے، شاید یہ فکر دامنگیر ہوئی ہو گی کہ بعض لوگ اسد کو نہ پڑھتے ہوں لہٰذا المبلغ میں ضرور چھپنے چاہئیں۔ ممکن ہے پھر خیال آئے تو در نجف، شیعہ، رضا کار اور شہید میں شائع کرانے کا ارادہ کر لیں، مگر خیال ہے کہ اب غصہ سرد پڑ گیا ہو گا، بعض علماء اور فاضل حضرات نے فاضل نقوی کے جوابات کے خوب پرخچے اڑائے ہیں۔ آلِ محمدؐ کا درد رکھنے والے علماء کب یہ برداشت کر سکتے تھے کہ دن دہاڑے الم نشرح طور پر عقائدِ جعفریہ سے کوئی کھیلے اور وہ خاموش رہیں، اللہ تعالیٰ بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ان حضرات کو نصرتِ آلِ محمدؐ میں ہمیشہ منصور رکھے، انشاء اللہ تعالیٰ با معرفت علمائے کرام حمایتِ آلِ محمدؐ میں تا دم زلیست لکھتے ہی رہیں گے تاکہ مجھ جیسے کم علم لوگ کہیں ان علامہ اور حجۃ الاسلام حضرات کی علمی

باریکیوں کے بحرِ ذخار کے سیلاب میں بہ نہ جائیں۔

مسائلِ مبحوثہ اسد اور المبلغ میں موجودہ مضمون میں حسبِ ذیل مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ نمبر ۱۔ ولایتِ مطلقہ جس میں زندہ کرنا، موت دینا، بارش برسانا، اشجار میں پھل لانا وغیرہ۔ نمبر ۲۔ رؤیت اعمال ائمہؑ کا حاضر ناظر ہونا۔ نمبر ۳۔ آلِ محمدؐ سے مدد مانگنا (زمانہ تعلیم میں مبادی علوم کو حسبِ غیر شیعہ اساتذہ سے حاصل کیا ہوگا یہ اس کا اثر ہے کہ یا علیؑ مدد سے چڑ گئے جیسے دیوبندی یارسول اللہؐ نہ کہنے پر بضد ہیں) نمبر ۴۔ علمِ غیب۔ نمبر ۵۔ سہو ونسیان آلِ محمدؐ کے لئے منافی عصمت ہے یا نہیں۔ نمبر ۶۔ تفویض وغلو وغیرہ۔ نمبر ۷۔ اہانتِ ائمہؑ کیسی تھیں؟

یہ تمام مسائل اپنی اپنی جگہ طویل موضوع ہیں اور سب عناوین پر علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لیکن ان مضامین پر بالوضاحت جامع ومانع حیثیت سے خامہ فرسائی کرنا متبحر علماء کا کام ہے اور یہ ان کے بس کی بات ہے، میں تو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں ایک ذاکر ہوں اور بہت تھوڑی تعلیم ہے، میں کیا اور میری تحریر کیا، صرف اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ علماءِ کرام کم ہیں اور مجھ جیسے کم علم زیادہ ممکن ہے وہ علماء کا کلام کما حقہٗ نہ سمجھ سکیں جیسا کہ اخبار شیعہ میں مولانا کاظم حسین صاحب اثیر کراچی نے تحریر فرمایا ہے، لہٰذا اپنے جیسے کم علم حضرات کے سمجھانے کے لئے سادہ لب ولہجہ میں ہر عنوان پر ایک مختصر رسالہ تحریر کر دوں جس سے اُردو داں شیعہ حضرات مطالعہ فرمائیں اور اپنی سمجھ کے اپنے عقائد کو جان سکیں، سب سے پہلے میں نے استخارہ کر کے جو رسالہ شروع کیا

ہے وہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی والدات کے متعلق ہے کہ سائل نقوی اور فاضل نقوی کے سوال و جواب کی لقدرِ بساط خود وضاحت کرسکوں، اگر میری قوم نے میرے ان منتشر خیالات میں میری عزت افزائی فرمائی تو پھر باقی عنوانات پر بھی مختصر رسائل لکھوں گا، اور مقصد صرف یہ ہے کہ آلِ محمدؐ اس حقیر کو اپنے محبوں میں شمار فرمالیں، اگر انھوں نے اپنا محب تصور فرمالیا تو الرجل مع من احبہ کے تحت عذابِ دوزخ سے بچ جاؤں گا، اس رسالہ کے شروع کرنے سے قبل ایک بار پھر گزارش کرتا ہوں کہ میری مذکورہ تحریر کو اس خیال سے پڑھیں کہ یہ کم علم ذاکر کیا کہتا ہے۔ انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال۔

نیز اس پر بھی نظر ہے کہ میں عالم نہیں ہوں اور ساتھ ہی مجھے ضد بھی نہیں ہے کہ میرے خیالات کی تصحیح کوئی نہ کرے، اگر کوئی غلطی نظر آئے تو بیشک مجھے متنبہ کیا جائے بشرطیکہ متنبہ کرنے والا منصف خبیر ہو، معرفت آلِ محمدؐ رکھتا ہو، ہر شخص لہو لگا کر شہیدوں کی فہرست میں شامل ہونے کی رائیگاں کوشش نہ کرے اور اگر رسالۂ مذکور کا کوئی جز پسند آئے تو میری ہمت افزائی فرمائی جائے تاکہ باوجود مصروفیتِ ذاکری باقی عنوانات پر کچھ نہ کچھ لکھ کر آپکے سامنے پیش کرسکوں، محمدؐ و آلِ محمدؐ سے نصرت طلب کرتا ہوں کہ اس ذات کا صدقہ جس گرامی قدر ہستی نے ان حضرات علیہم السلام کو بڑے بڑے اختیارات دیئے، اپنے صفات کا مظہر قرار دیا، میری رہبری فرمائیں تاکہ میں شیعیانِ آلِ محمدؐ کی اپنی لیاقت کے ماتحت خدمت کرسکوں، چنانچہ حسب وعدہ سب سے

پہلے آلِ محمدؑ سے متوسل ہو کر جس رسالہ کو شروع کر رہا ہوں اس کا نام "اجہات ائمہ" تجویز ہوا ہے، اور میرے خیال میں شیعہ نقطۂ نظر سے اس موضوع پر اپنے رنگ کا یہ پہلا رسالہ ہے، اللہ تعالیٰ بحق عظمتہ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں ان مخدرات عزت و عصمت کے حالات علمی بے بضاعتی کے باوجود ایسے تحریر کروں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائیں، اگر وہ ہستیاں مجھ سے راضی ہو گئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یقینی نجات ہے۔ وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہ ھو حسبی ونعم الوکیل۔

سوال و جواب کے اصل الفاظ از اخبار اسد لاہور

سب سے پہلے ناظرین کو آگاہ کر دوں کہ اجہاتِ ائمہؑ کے متعلق سائل نے ممتاز الافاضل کے عقیدہ کی رد سے سوال کیا ہے اور فاضل نقوی نے جو جواب دیا ہے وہ نقل کر دوں تاکہ مضمون پڑھنے سے اپنے مقصد تک پہنچ سکوں۔

سوال:- اخبارِ اسد لاہور نے سوال مذکور کو ۲ ستمبر ۶۵ء کے پرچہ میں ص۲ پر درج فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ ب۳/ ا۔ پیدائش امام ہر نجاست وغیرہ سے پاک ہوتی ہے، یعنی امِ امامؑ کو نہ حیض ہوتا ہے نہ نفاس گویا سب بتول ہوئیں، اس کے آگے سائل نے بحار سے شہربانو کی موت فی النفاس کا استدلال ممتاز الافاضل کی رد میں بیان کیا ہے۔

جواب علامہ: ۱۔ اجہاتِ ائمہؑ کا بتول ہونا نہ ہونا عقلاً ہر دو ممکن ہیں اور حضرت جناب سیدہ خاتون کا بتول ہونا شرعاً ثابت ہے، دیگر ائمہؑ کی اجہات کے متعلق جہاں تک نظرِ قاصر کا تعلق ہے ایسا ثابت نہیں البتہ امام کی والدہ ام امام

ہونے کے وقت نجاستِ کفر و شرک سے پاک ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو اخبار اسد لاہور، مورخہ ۲ر نومبر ۶۵ء ص۶۔

ضروری وضاحت

سائل نقوی نے ممتاز الافاضل کے عقیدہ کو بیان کر کے اس کی رد بھی ساتھ ہی کر دی ہے، میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سائل نے صرف سوال نہیں کئے بلکہ بزعمِ خود ساتھ ہی جواب بھی لکھ دیا ہے، مولانا صاحب قبلہ کو اسی نے مفت کی زحمت میں ڈالا ورنہ ہر سوال نقل کر کے اپنی قابلیت کے مطابق جواب بھی خود ہی دیدیا، مولانا نے تو خوامخواہ جواب لکھنے کی تکلیف فرمائی، اتنا ہی لکھ دیتے کہ جو کچھ تم نے سمجھا ہے وہ تمھارے لئے کافی ہے، آخر جتنا وقت ان مسائل پر صرف کیا ہوگا وہ طالبِ علموں کو درس دینے پر صرف فرما دیتے لیکن سائل اور مجیب فاضل کے اجوبہ کا فرق ضرور ہے کیوں کہ فاضل نقوی فاضل ہیں بے ضرورت آیات واحادیث کی بھرمار کر دی گویا بعض آیات واحادیث ان کے دعاوی کے بالکل خلاف ہیں، مثلاً مدد کے مسئلہ کو مولانا نے بہت کمزور لکھا ہے، مسئلہ غیب میں خود دعوے غیب فرمایا ہے، لیکن لایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول تحریر میں لاکر خود ہی اپنے مستدل کو علم غیب نہیں ہوتا بلکہ علم مستفاد ہوتا ہے کی رد فرما دی۔

بہرحال سائل نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ممتاز الافاضل کے نزدیک تمام امہاتِ ائمہؑ ہر نجاست یعنی حیض ونفاس وغیرہ سے پاک ہیں۔ اگر ایسا مان بھی لیا جائے تو سائل کے نزدیک جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا بتول مانا جانا ایک بے معنی مرتبہ ہو جاتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کو ہر معاملہ میں بال کی کھال

اتارنے کا کیوں شوق ہے اور اپنے عقائد کو اتنا کمزور کیوں سمجھ رکھا ہے کہ اگر ذرا سے فضائلِ آلِ محمدؐ بیان کر دیں تو ان کا عقیدہ فی التوحید متزلزل ہو جاتا ہے۔ رزق، موت و حیات، رویت اعمال کے بالعطاء ان حضرات علیہم السلام سے نسبت دیتے ہی ان کو تعددِ الٰہیہ کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ حضراتِ ائمہؑ کی غیب دانی جو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور مولانا محترم خود اس آیت کو اپنے مضمون میں بیان کر چکے ہیں، اگر بیان کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ کا علم غیب لازوال سرمایۂ الٰہی خطرے میں آجاتا ہے، بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے غیب ہو، غیب مخلوق کے لئے ہے، بھلا خالق سے کون سی چیز پوشیدہ ہے، خواہ مخواہ اپنے عقائد میں شکوک کو داخل کرتے ہیں، ایسے ہی اگر امہاتِ ائمہؑ کو کثافتِ حیض و نفاس سے پاک ماننے پر ان بیچاروں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ زیادہ بتول خواتین ماننی پڑیں گی، اللہ کی شان ہے کہ جناب مریم والدہ حضرتِ عیسیٰؑ کو بتول ماننے سے جناب سیدہ کے بتول ہونے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور اگر عیسیٰؑ سے افضل حضراتؑ اور پھر اگر جناب سیدہؑ سلام اللہ علیہا کی اولاد اور ان کی مائیں ان کثافات سے پاک مان لی جائیں تو عقیدہ شیعہ کو جناب سیدہؑ بتول ہی کیا دھچکا لگتا ہے، خدا جانے سائل نقوی کو ائمہ علیہم السلام کی امہات سے کس قسم کی کاوش ہے، بیچارے سائل کو تو اتنا علم نہیں، البتہ ہمارے مجیب فاضل نے جواب میں لکھ دیا کہ ان بی بیوں کا بتول ہونا نہ ہونا دونوں ممکن ہیں۔ ناظرین مولانا محترم کے اس مذبذب جواب سے یہ شوق پیدا ہوا کہ لازماً کتبِ شیعہ میں کچھ نہ کچھ اس کے متعلق ضرور ملتا ہے کہ یہ

بی بیاں بھی بتول ہیں، تب بھی تو فرما رہے ہیں بتول ہونا نہ ہونا عقلاً ہر دو ممکن ہیں، لہٰذا کتبِ دینیہ کی ورق گردانی سے وہ دلائل مل ہی گئے جن سے ان مخدراتِ عصمت کا کثافاتِ مذکورہ سے پاک ہونا ثابت ہے۔ گو مولٰنا نے اپنی نظرِ قاصر کا فیصلہ یہی دیا ہے کہ صرف اتنا ثابت ہے کہ انکا نجاست کفر و شرک سے پاک ہونا ثابت ہے اور وہ بھی صرف وقتِ ولادتِ امامؑ، مگر میں اس کو بھی مولانا صاحب قبلہ کی دیانت داری سمجھتا ہوں کہ صاف انکار نہیں فرمایا، لہٰذا اگلے اوراق میں آپ جملہ دلائل کو بغور پڑھیں اس کے بعد آپ کی مرضی ہے کہ مولانا صاحب کے عقیدہ پر کاربند ہوں یا ائمہ معصومین نے اپنی امہات کے متعلق جو عقیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کی تائید متقدمین علمائے کرام نے اپنے فرامین سے فرما دی اس پر عمل فرمائیں۔

کیا تمام انسان برابر ہیں؟

قرآنِ مجید نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ تمام انبیاءؑ میں کوئی فرق نہیں، لا نفرق بین احد من رسلہ سوچنا یہ ہے کہ فرق کس چیز میں نہیں، مراتب کا فرق تو تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض سے مبین ہے، اگر فرق نہیں ہوگا تو پیدائش اور ابلاغ رسالت میں نہیں ہوگا، یعنی ان سب انبیاءؑ اور انکے جانشین اوصیاء کی پیدائش بھی ایک طرح کی ہوگی اور احکامِ رسالت کے پہنچانے میں بھی کوئی فرق نہ ہوگا، کیونکہ پیدا بھی اسی نے فرمایا اور طریقۂ تبلیغ بھی خود تعلیم فرمایا، اب اس کے متعلق دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان کی پیدائش عام انسانوں

کی طرح ہے یا کچھ فرق رکھا ہے، اگر عام انسانوں اور ان کی پیدائش ایک جیسے ہی مادہ سے خلق ہوئے ہیں تو پھر بغیر کسی امتیاز کے ان کو نبی اور وصی کیسے بنا دیا، عقل تسلیم کرتی ہے کہ ان کی ایسی نہیں جیسی عام انسانوں کی، عام انسان ویسی تبلیغ نہیں کر سکتے جیسے نبی اور وصی، کیونکہ ان کی خلقت میں یہ کمال رکھا گیا ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی تلاوت کتب الہیٰ کر سکتے ہیں، پیدا ہوتے ہی سجدۂ معبود میں سر خم کر دیتے ہیں، پیدا ہوتے ہی کلام کرنا شروع کر دیتے ہیں، شکم مادر میں ان سے آواز تسبیح و تقدیس سننے والے سنتے ہیں، ماں کی گود میں دعویٰ نبوت کرتے ہیں انی عبد اللّٰہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا (مریم) پیدا ہوتے ہی وہ پہچان کر رشتہ داروں پر وہاں موجود عورتوں پر سلام کرتے ہیں، مثلاً جناب امیر علیہ السلام نے حوا کو اماں کہہ کر مریم کو بہن کہہ کر سلام کیا، ماں حیران ہوئیں تو بتا دیا کہ یہ حوا ہے یہ مریم ہے یہ آسیا ہے یہ ہمشیرہ موسیٰ ہے وغیرہ وغیرہ۔ (کافی روضۃ الواعظین) جن کی نمو ایسی ہو کہ عام انسان ہفتہ میں، وہ ایک گھنٹہ میں، عام انسان سال میں وہ مہینہ میں اتنا بڑھیں۔ اگر ان کی ماں پر کوئی اعتراض کرے اور اس خیال سے ماں گھبرائے تو فناداھا من تحتھا الا تحزنی ماں کی تسلی کے لئے کلام کرے، سات یا آٹھ سال کی عمر میں جو لوگ جو کچھ کھائیں یا ذخیرہ کریں اس کی خبر دے اور قرآن مجید انبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم کے الفاظ سے اس کی صداقت پر مہر ثبت کرے، ان کی پیدائش کو قرار دے کر آیت قرآن بھیج دے۔ اذا قضی امرا ان یقول لہ کن فیکون۔ کہیں امر مقضیا فرما دے، کہیں اس خلقت امری کی ماں تعجب کرے تو فرما دے اتعجبین من امر اللّٰہ کہیں الا لہ الخلق والامر فرما کر وضاحت کر دے کہ

امری اور خلقی مخلوق کے فرق کو پہچانو، اگر سارے ایک طرح کے خلق ہوں پھر میں کس کو ترجیح بلا مرجح نبی ووصی بنا دوں، لہٰذا میری مخلوق جو تبارک اور احسن الخالقین کے معیار کے مطابق پیدا ہو وہ تعلیم حاصل کر کے عقائد صحیح کرے اور جن کو امر کہہ کر پیدا کروں وہ تعلیم مجھ سے حاصل کر کے باقی انسانوں کے مبلغ قرار پائیں، میری صفتیں ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوں، انصاف یہ ہے کہ ہر دو قسم کے انسان کی پیدائش کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھے اور جس لائق ہو ویسا ہی عقیدہ اس کے متعلق رکھے۔ سب سے پہلی دلیل ہم قرآن مجید سے ایک نبی کی پیدائش سے پیش کرتے ہیں۔

کتاب عیون المعجزات

ائمہ معصومین علیہم السلام کے معجزات میں ایک لاجواب چیز ہے۔ ہر ذاکر، عالم، واعظ اور مومن کے پاس اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ، صفحات ۱۹۲

ہدیہ صرف ۲ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۃ السّاجد، چاہ بجے والا، ملتان شہر

پہلی دلیل واذ قالت الملائکہ یا مریم ان اللہ اصطفاک و طھرک واصطفاک علی نساء العالمین (پ ۳ ع ۱۳)

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریمؑ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مصطفےٰ کیا ہے اور تم کو پاک قرار دیا ہے اور تم کو تیرے زمانہ کی کل جہانوں کی عورتوں پر برگزیدہ کیا۔ (ترجمہ قرآن سید امداد حسین کاظمی)

بہتر ہوگا کہ اس آیت کا ترجمہ اور شرح سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے کلام سے پیش کر کے مضمون کو شروع کروں۔ "یاد آمد وقتی را کہ ملائکہ گفتند کہ اے مریم بدرستیکہ خدا ترا برگزیدہ بتوفیق عبادت و بندگی یا دلادت حضرت عیسیٰؑ و مطہر و پاکیزہ گردانید ترا از لوث معصیت و کفر و اخلاق ناپسندیدہ و کثافات خون حیض و نفاس و استحاضہ و برگزید ترا زیادتی داد بر زنان عالمیان"۔

(حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ طبع نولکشور لکھنؤ سطر ۲۳)

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے کہا اے مریم خدائے تعالیٰ نے تجھے چن لیا ساتھ توفیق عبادت و بندگی کے یا دلادت عیسیٰ کے اور مطہر یعنی پاک فرمایا تجھے لوث معصیت سے کفر و اخلاق ناپسندیدہ سے اور کثافات خون حیض و نفاس و استحاضہ سے اور چن لیا ساتھ زیادتی فضل کے تمام عالمین کی عورتوں پر۔

اس آیت میں علامہ مرحوم نے طھرک کے معنی میں علاوہ لوث معصیت و کفر و اخلاق ناپسندیدہ کے کثافت حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک ہونا مراد لیا ہے۔ اول تو یہی کافی ہے کہ ایک نبی کی پیدائش ایسی ہوگی کہ اس کی ماں کثافات مذکورہ سے پاک ہو تو لا نفرق بین احد من رسلہ کے ماتحت

سب نبیوں اور ان کے جانشینوں کے متعلق تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ سب کثافاتِ مذکورہ سے پاک ہوں گی، کیونکہ سب انبیاؑ اور اوصیاؑ مبلّغِ توحید ہیں، سب کی امہات ایک قسم کی ہوں گی البتہ ان کے فضائل اور درجات میں فرق ہوگا۔

تعصبات کو دور رکھتے ہوئے اگر انسان غور کرے تو معاملہ جنابِ مریمؑ پر سلجھ جاتا ہے، بشرطیکہ آلِ محمدؐ سے مفت کا کینہ نہ ہو، مریمؑ حضرتِ عیسےٰؑ کی ماں ہیں، ان کا یہ شرف ہے کہ وہ ہر قسم کی آلائش سے پاک وصاف ہیں، قرآن نے فیصلہ کر دیا ہے کہ رسل میں کوئی فرق نہیں، اب ایک رسولؑ کی ماں آلائش مذکورہ سے پاک ہو اور باقی انبیاء اور رسول اس سے محروم رکھے جائیں تو خلافِ ضابطۂ قرآن ہے، لہٰذا عقل دلالت کرتی ہے کہ سب انبیاء کی امہات کثافاتِ مذکورہ سے پاک وصاف ہوں کیونکہ جب ایک نبی کی ماں قرآن کی رو سے مطہرہ ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر نبی کی ماں ایسی ہی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ آئندہ حوالہ جات میں یہ بات صاف ہو جائیگی۔

قابلِ توجہ ناظرین اس فقرہ کو ذہن نشین رکھیں کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے طہرک جو باب تفعیل سے ہے اس کا معنی یہی فرمایا ہے کہ تطہیر سے مراد علاوہ لوثِ معصیت وکفر و اخلاق ناپسندیدہ کے کثافاتِ حیض و نفاس و استحاضہ مراد ہے تو اب مستورات کے لئے جہاں لفظ طھّر یا مطھرۃ آئے گا یہی معنی مراد لینا ہوں گے۔

مختصر یہ سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ جنابِ مریم ایک نبی کی ماں ہیں جو عوارضِ نسوانیہ سے پاک وصاف ہیں، ایک کو نمونے اور مثال کے طور پر قدرت نے بیان

فرما دیا، یہ ضروری نہیں کہ خداوندِ عالم ہر عورت کو جس سے نبی یا وصی پیدا ہو علیحدہ علیحدہ بیان فرمائے۔ حضرتِ عیسیٰؑ کے متعلق اکثر مفسرین نے تھوڑے اختلاف سے بیان فرمایا ہے کہ جبرئیلؑ کے نفخ در دِ ابنِ مریم کے بعد تین گھنٹے میں ابنِ مریم پیدا ہوئے۔ ایاصین الشرایعہ جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ طبع تہران۔ نو گھنٹہ کے بعد پیدائش صاحبِ تفسیرِ صافی نے صفحہ ۳۱۲ پر بیان فرمائی، صاحبِ خلاصۃ المنہج نے ایک گھنٹہ لکھا ہے، چنانچہ تحریر فرمایا ہے کہ "ہماں ساعت ولد در رحم او بحدِ کمال رسید ہمچناں بچہ کہ نو ماہہ شدہ باشد در رحم مادر" خلاصۃ المنہج جلد ۳ ص ۱۸۱ ایاصین کے مؤلف نے صاحبِ تفسیر خلاصۃ المنہج کی تائید میں امام محمد باقر علیہ السلام کے کلام سے ایک ہی گھنٹہ لکھا ہے۔

اب حضرات غور فرمائیں کہ کوئی عام انسان ایسا ہے جس کا بچہ ۹ یا تین یا ایک گھنٹہ میں پیدا ہوتا ہو، صاف ظاہر ہے کہ انبیاء مرسلین کی پیدائش کا طریقہ عام انسانوں کی طرح نہیں ہے، کیا عام انسانوں کے حمل ایسے پوشیدہ رہتے ہیں، جیسا کہ حضرتِ ابراہیمؑ کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ کیا حضرتِ موسیٰؑ کی ماں کا حمل ظاہر ہو سکا؟ یہ بیّن ثبوت ہیں کہ عام انسانوں سے خلقتِ انبیاء و مرسلین علیحدہ ہے، اور اسی کو علامہ ہروی مرحوم اور علامہ محمد سبطین مرحوم نے دلائل و براہین سے اپنی کتب میں قرآن و احادیث کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے کہ اس امری مخلوق کا طریقِ پیدائش جدا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کا رہتی دنیا تک ہم شیعوں پر یہ احسان رہے گا کہ انھوں نے بردقت منکشف فرما دیا۔ حالانکہ علماءِ سابقین نے عقائد کے سالوں میں اس معاملہ کو ہی

نظر انداز فرمادیا، جو کچھ ان دونوں حضرات نے بیان فرمایا ہے وہ عین صواب ہے، یہ غلط اصول ہے کہ جو بات اپنے عقیدے کے خلاف ہو چاہے وہ کتنی ہی قوتِ استدلال سے بیان کی گئی ہو اس کو تسلیم نہیں کرنا۔ ایک سائل نام کے ایک فاضل کو اکسار رہے ہیں کہ علامہ کے مواعظِ حسنہ اور لدھیانوی مرحوم کی کتاب سے یہ عقائد پیدا ہوئے ہیں، تعجب ہے کہ ان حضرات نے کون سی بات کتب مذکورہ میں بے دلیل بیان کی ہے، کسی مسئلہ کو استدلال سے محروم رکھا ہے، کس عقیدہ کو قرآن اور حدیث یا کلامِ علماء سے ثابت نہیں فرمایا ہے کسی مسئلہ کو تشنہ تکمیل چھوڑا ہے، کونسا وہ کلام ہے جس میں دلائل کی بھرمار نہیں ہے، یہ اور بات ہے کہ سائل کو ان حضرات کا کلام ہی سمجھ میں نہ آیا ہو جو بات سمجھ میں نہ آئے اس پر اپنی بے علمی کے باعث اعتراض کر دیتے ہیں، جو ان ہر دو کتب کو گمراہ کن تصور کرتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ وہ ان دونو کتابوں کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا، خواہ مخواہ چاند پر خاک ڈالنے سے اس کا کچھ نہ بگڑے گا، اس کا چہرہ خود ہی خاک آلود ہو گا۔

دوسری دلیل *

سرکارِ صداقت کی نگاہ میں جنابِ حوّا کی طہارت

قرآنِ مجید کی آیت سے ثابت ہو گیا کہ جنابِ مریم کثافاتِ نسوانیہ سے پاک و صاف ہے، گو کسی اور دلیل کی ضرورت نہ تھی، لیکن مسئلہ کو اور زیادہ واضح کرنے کے لئے دوسرا ثبوت ہدیۂ ناظرین ہے اور وہ فردِ اوّل

نساء العالمین ام البشر جناب شیثؑ نبی کی والدۂ گرامی جناب حوا ہیں جن کے متعلق علمائے عمل نے عملِ امّ داؤد کے متعلق جو ضمیمہ رجب پر داؤد کی ماں نے بہ تعلیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ادا کیا اور اس کا لڑکا داؤد بنی عباس کی قید سے رہا ہوا، تقریباً ہر عمل کی کتاب میں نقل فرمایا ہے، جناب شیخؒ کی مصباح سے محدثِ قمیؒ نے مفاتیح الجنان ص۱۴۲ پر اور صاحبِ ریاحین الشریعہ نے جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ پر زاد المعاد مجلسیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، اردو داں طبقہ کے لئے یہ کتاب تحفۃ العوام میں بھی اعمالِ رجب میں لکھا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں، عمل مذکور میں جناب حوا کے لئے صلوات حسبِ ذیل لفظوں میں ادا کی گئی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمّنا حوّا المطھرۃ من الرجس المصفات من الدنس المفضلۃ من الانس المتردد بین محال القدس یعنی اے پروردگار رحمت نازل فرما ہماری ماں حوا پر جو مطہرہ ہے، رجس سے مصفات ہے دنس سے انسانوں میں مفضلہ ہے، محال قدس میں متردده ہے۔ ناظرین لفظِ مطہّرہ پر غور کریں اور یہ بابِ تفعیل سے اسم مفعول ہے، اور علامہ مجلسی کے فرمودہ معنی زیر آیۃ ذکر مریم پر دوبارہ نظر ڈالیں، کیا اس سے مراد وہی نہیں کہ جیسے جناب مریم والدۂ عیسیٰؑ کثافاتِ حیض و نفاس سے پاک و پاکیزہ ہے، ویسے جناب حوا بہ تصدیق امام صادق علیہ السلام مذکورہ کثافتوں سے پاک ہے، اب تو معلوم ہوا کہ یہ شرف صرف ایک نبی کی ماں کو ہی نہیں بخشا گیا بلکہ جناب شیث نبی کی والدہ بھی اس شرف سے مشرف ہیں۔ اب تو تسلیم کرنا ہوگا کہ امری مخلوق کے لئے ایک سا قانون قدرت نے رکھا ہے کہ وہ نبی و وصی ہونے

کے قابل تب بنتے ہیں جب وہ پاک ظرف کے مظروف بنتے ہیں۔

تیسری ۳ دلیل

دختران پیغمبران بفرمانِ مجلسی علیہ الرحمہ

علاّمہ مجلسیؒ نے ایک حدیث کے بعد حسبِ ذیل نوٹ دیا ہے "در احادیث وارد شدہ است کہ دخترانِ پیغمبراں را حیض و نفاس نمے باشد"

(حیات القلوب جلد ۲ ص۳۱۳ - طبع نولکشور لکھنؤ)

یعنی احادیث میں منقول ہے کہ پیغمبروں کی لڑکیوں کو حیض و نفاس نہیں آتا، سائل غور کریں تو امہاتِ ائمہؑ کے کثافاتِ مذکورہ سے پاک سمجھنے کے لئے "گویا سب بتول ہوئیں" فرما رہے تھے، اب تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی لڑکیاں تمام کی تمام کثافتِ مذکورہ سے پاک ہیں تو آپ کے فتوے کے مطابق سب بتول ہوئیں، مجھے یقین ہے کہ اگر علاّمہ مجلسی علیہ الرحمہ زندہ ہوتے تو ان سے بھی آپ بحث کرنے سے نہ چوکتے، کیا آپ کی نگاہ سے اور فاضلِ موصوف کی نظرِ قاصر سے حیات القلوب بھی نہیں گزری؟

یہ خیال رہے کہ آگے جا کر میں ثابت کروں گا کہ انوارِ مقدسہ محمدؐ و آلِ محمدؐ جس جس صلبِ طیبہ اور جس جس رحمِ طاہرہ سے گذرے اگر مرد تھے تو یا نبی تھے یا وصی تھے اور عورتیں تھیں تو اکثر بناتِ پیغمبراں البتہ بعض مستورات اس خاندان کے غیر سے اگر آئی ہیں تو قدرت نے اپنے قانون کی لاج رکھتے ہوئے قبل ولادت نبی و امام اس قابل بنا دیا کہ ان سے حسبِ قاعدہ قدرت

بنی یا امام پیدا ہو سکے، کیا آپ غیر محدود قدرتِ الٰہی کے قائل نہیں ہیں اور کیا یہ محالِ عقلی ہے؟

چوتھی دلیل *

بعض زیارات کے جملے جن سے اس مسئلہ کا ثبوت ملتا ہے

بدیہی امر ہے کہ مظروف سے پہلے ظرف اس قابل ہونا چاہیئے کہ فطرت عنیت میں فرق نہ آئے، مثلاً گلاب کے پھول ٹوکری میں رکھے جاتے ہیں، عطر گلاب عمدہ شیشی میں بند کیا جاتا ہے، گلقند مرتبان میں رکھا جاتا ہے، جتنی اہمیت مظروف کی ہوتی ہے اتنا بہتر ظرف تجویز کیا جاتا ہے، محمدؐ و آلِ محمدؐ کے انوارِ مقدسہ جس عظمت کے ہیں اسی عزت کے اصلاب و ارحام کی ضرورت ہے چنانچہ سب سے پہلے حضرتِ آدمؑ اور اس کے بعد جنابِ حواؑ ان فرائض کے لئے منتخب کئے، آدمؑ نبی ہیں اور حواؑ کی طہارت اوپر امام سادسؑ کی زبانی نقل کی گئی کہ جنابِ حواؑ کا رحم پاک و پاکیزہ تھا، اب یہاں سے آگے منتقل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظرف پاک و پاکیزہ ہوں تاکہ کسی نجس رحم سے یہ انوارِ مقدسہ نہ گزریں، اس کے متعلق مندرجۂ ذیل زیارات کے جملے ملاحظہ فرمائے جائیں، ظاہر ہے کہ نجس برتن میں ممکن نہیں ہے کہ پاک شئے رہ سکے مثلاً اصولِ فقہ کے ماتحت بھی اگر کوئی پاک چیز کسی نجس برتن میں رکھ کر یہ یقین کیا جائے کہ گو برتن نجس ہے مگر شئے ہر حالت میں پاک ہے تو یہ ناممکن ہے، اور اگر یہ انوارِ مقدسہ اصلابِ طیبہ اور ارحامِ طاہرہ کے بغیر منتقل نہیں ہو سکتے تو پھر یہ تسلیم

کرنا پڑے گا کہ از آدمؑ تا عبد اللہ اور از حوا تا آمنہ رضؔ بلکہ تا زحبِ خاتون سب اصلاب پاک اور سب ارحام پاکیزہ تھے، ورنہ ضابطہ صحیح نہیں رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ میرے اس دعادے کی تائید آتی رہے گی، اس وقت چند فقرے ائمہ ہدیٰؑ کی زیارات سے ائمہ علیہم السلام کی زبانی نقل کرتا ہوں تاکہ مسئلہ زیادہ صاف ہوتا جائے۔

ائمۂ بقیع کی زیارت

حضرت امام حسنؑ امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ امام جعفرِ صادقؑ ان چار انوارِ مقدسہ کی محدثِ قمیؒ نے مشترکہ زیارت نقل کی ہے، حسبِ ذیل فقرے میرے دعویٰ کی تائید کرتے ہیں:-

انتم دعائم الدین وارکان الارضین لم تزالوا بعین اللہ ینقلکم من اصلاب بکل مطھر وینقلکم من ارحام المطھرات طبتم وطاب منبتکم الخ یعنی اے چاروں امام تم دین کے ستون ہو، زمین کے لنگر ہو، ہمیشہ تم نگاہِ قدرت میں محفوظ رہے اور اللہ تعالےٰ تمھیں بدلتا رہا ہر مطہر اصلب میں اور ارحام مطہرات میں، تم خود پاک تمھارا منبت بھی پاک۔ (مفاتیح الجنان ص۳۳۶)

ناظرین پھر بابِ تفعیل سے لفظ مطہر اصلاب کے لئے اور ارحام کے لئے مطہرات نہایت قابلِ غور ہیں، کیا ارحام کے ساتھ مطہرات اسی معنی میں مفہوم و منطوق نہیں ہوگا جو میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی زبانی دلیل نمبر ا میں تحریر کرچکا ہوں، ساتھ ہی طاب منبتکم کو غور سے پڑھیں یعنی وہ مقام پاک ہے جہاں سے تمھاری ولادت ہوئی، گویا امام حسن علیہ السلام کے علاوہ باقی تینوں اماؑم بھی جن کی امہات کے متعلق سائل و فاضل کو بتول ہونے سے انکار ہے ثابت

ہو گیا کہ تمام ائمہ علیہم السلام کی امہات رضی اسی ایک زیارت کے فقروں کی روشنی میں کثافاتِ مذکورہ سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ اب تو روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ امہاتِ ائمہ ؑ کو ہر رجس و نجاست سے پاک ماننا لازمی ہے، اب کیسے فرمائیں گے کہ گویا سب بتول ہیں۔

زیارتِ امام حسین ؑ وارث و زیارتِ اربعین

محدثِ قمی رہ نے مفاتیح الجنان ص ۴۲۸ پر زیارتِ وارث میں یہ کلام نقل کیا ہے۔ یا ابا عبد اللہ اشھد انک کنت نوراً فی الاصلاب الشامخۃ والارحام المطھرۃ۔ اس کے علاوہ بلا کم و کاست زیارت اربعین (مفاتیح ص ۴۶۷) پر بالکل یہی کلمات نقل فرمائے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو عبد اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا نور جس صلب سے گزرا وہ بلند عزت والی تھی اور جس جس رحم سے آپ کا مقدس نور گزرا وہ مطہر تھا۔ پھر مطہر کے لفظ سے آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں، علامہ مجلسی رح کے کلام کی طرف کہ اس سے مراد وہی پاکیزگی ہے، یعنی کثافاتِ حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک ہونا۔

ایضاً نورِ حسین ؑ اکیلا نہ تھا، اس ایک کے اقرار سے چودہ انوارِ مقدسہ چونکہ ایک ساتھ تھے لہٰذا ماننا ہو گا کہ آدم ؑ سے عبد اللہ تک اور حوا سے رجسِ خاتون تک سب پاک و پاکیزہ تھے۔

زیارتِ جامعہ

اس زیارت کو محدثِ قمی نے مفاتیح ص ۵۴۶ پر نقل فرمایا ہے اور اس کا ماخذ شیخ صدوق رح کی فقیہ اور عیون اخبار الرضا ہے، یہ زیارت امام علی نقی علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے۔

یہ اتنی محیر العقول زیارت ہے کہ اس کے پہلے شہادتین کے بعد ایک سو مرتبہ تکبیر کہی جائے۔ تاکہ کہیں غلو کا حملہ نہ ہو جائے۔

محمد تقی مجلسی کا خواب

صاحب دار السلام نے اور صاحب روضۃ المتقین نے اس زیارت کی توثیق کے متعلق علامہ محمد تقی مجلسیؒ اول کا ایک خواب بھی نقل کیا ہے کہ مجلسی اوّل نے نجف اشرف میں عالم خواب و بیداری میں دیکھا کہ سامرہ ہے، عسکریینؑ کی ضریح پر سبز ریشم کی جنتی پوشش ہے، حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ قبر پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، رخ انور دروازے کی طرف ہے۔ مجلسی اول فرماتے ہیں کہ مولائے کائنات کو دیکھ کر میں نے زیارت مذکورہ پڑھنی شروع کی، ختم پر مولاؑ نے فرمایا، خوب زیارت ہے، میں نے عرض کیا یہ آپ کے جد امجد امام علی نقیؑ نے تعلیم فرمائی ہے، فرمایا سچ ہے۔ (گوہر یگانہ ص۱۸۱، طبع لاہور)

اس زیارت کے یہ فقرے میرے دعوے کی دلیل ہیں، محمدؐ و آل محمدؐ سے خطاب کیا گیا ہے۔ وطھرکم من الدنس واذھب عنکم الرجس و طھرکم تطھیرا، یعنی اے محمدؐ و آل محمدؐ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو رجس سے پاک رکھا، رجس کو آپ سے دور کیا اور مکمل طہارت سے مطہر فرمایا۔ غور فرمائیے، جب یہ خود پاک ہیں تو کیا ان کے لئے ایسا ظرف تجویز ہو سکتا ہے جو آلائشات مذکورہ سے پاک نہ ہو۔

دعائے حضرت حجت عجل اللہ فرجہ

یونس ابن عبد الرحمٰن نے جناب امام ہشتم سے دعا برائے حضرت حجتؑ نقل کی ہے، جس کے بعض

نقرے یہ ہیں۔ وتبرأتہ من العیوب وطہرتہ من الرجس وسلمتہ من الدنس یعنی اے میرے اللہ تعالےٰ تو نے میرے امام مذکور کو عیوب سے پاک رکھا، رجس سے پاکیزہ رکھا، دنس سے سلامت رکھا۔ (مفاتیح ص۵۴۳) محدث قمیؒ نے یہ دعا مصباح جناب شیخ سے نقل فرمائی ہے۔ عیبوں سے بری ہونا، رجس سے مطہر ہونا، دنس سے سلامت ہونا امام کے لئے اس وقت تسلیم ہو سکتا ہے کہ جسم مطہر سے پیدا ہو۔

ہر عیب سے پاک

مذکورہ بالا دعا میں برائتہ من العیوب جناب حجتؑ کیلئے آیا ہے، خیال ہوا کہ اس کے متعلق کچھ زیارات میں دیکھ لوں کہ کہاں کہاں لفظِ عیب آیا ہے۔ چنانچہ پہلے تو مندرجہ بالا دعا میں حضرت حجتؑ کے لئے ہے۔

پانچویں دلیل

دومؔ جناب امیر علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے المطہر من العیب الخ یعنی ہر عیب سے پاک۔ سومؔ۔ زیارت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام میں آیا ہے السلام علیک ایہا العلی عن نقص الاوصاف الخ سلام ہو تجھ پر اے وہ ذات جو اوصاف کے نقص سے بلند و برتر ہے۔ چہارم۔ زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السلام میں ایک فقرہ ہے اشہد انک المطہر من الذنوب المبرء من العیوب الخ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری ذات بابرکات گناہوں سے پاک اور تمام عیوب سے صاف ہے۔ یہی چار فقرے

کافی میں، مفاتیح الجنان ملاحظہ فرمایئے۔ پنجم۔ اصولِ کافی کتاب الحجۃ ص۹۶، صفاتِ امام میں بیان کیا گیا ہے الامام المطہر من الذنوب المبرّٰ من العیوب الخ یعنی امام وہ ہو سکتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور ہر قسم کے عیب سے صاف ہو۔

ناظرین غور فرمائیں کہ عیوب سے پاک تب ہی ہو سکتا ہے کسی عیب کا شائبہ تک نہ آئے، اگر عیسےٰؑ کی ماں کثافاتِ حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک ہو، اور ہمارے ائمہؑ کی امہات ان نقائص سے پاک نہ ہوں تو کیا یہ ائمہؑ کیلئے عیب نہیں ہے، اگر عیب سمجھتے ہو تو پھر تسلیم کر لو کہ تمام امہاتِ ائمہؑ مذکورہ کثافتوں سے پاک و صاف ہیں، کیونکہ کثیف رحم سے پیدا ہونا کمال ہے یا نقص، اگر نقص تسلیم کرتے ہو تو یقین کے ساتھ یہ عقیدہ قائم کرو کہ امہاتِ ائمہؑ بھی مثل مادرِ عیسےٰؑ سب بتول ہیں۔ میں باقیوں سے انصاف کی امید رکھتا ہوں لیکن فاضل صاحب تو سہو و نسیان کو بھی کمالِ نبی و امام قرار دیتے ہیں خدا جانے اس سلسلے میں ان کو اپنے ہمنوا اسائل سے مشورہ کرنا پڑے گا کہ مان لیا جائے یا کثرت بتولات کے خطرہ سے انکار کر دیا جائے۔

افضلیت محمدؐ و آلِ محمدؐ بر بنائے ماسبق ملائکہ مقربین

چھٹی دلیل

قرآن و حدیث کی رو سے یہ ثابت ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؑ گذشتہ انبیاء و

مرسلین اور ملائکۂ مقربین سے افضل ہیں۔ غالباً گذشتہ سال کی محمدیہ جنتری دارالعلوم سرگودھا کا ایک مضمون بھی اس عنوان پر شائع ہوا تھا، اور واقعی بہترین دلائل کے ساتھ مضمون کو قلمبند کیا گیا تھا، مجھے یاد آتا ہے کہ بعض علمائے گرامی قدر کے اسماء کی فہرست لگائی تھی کہ جن کا عقیدہ دریں باب یہی ہے کہ یہ خانوادۂ عصمت گذشتہ انبیاء اور ملائکہ سے افضل رہا ہے، وہاں ایک یہ دلیل بھی پیش فرمائی تھی۔ ماخذ دلیل سفینۃ البحار محدث قمی رح قرار دیا تھا کہ جناب رسول اکرمؐ نے جناب امیرالمومنینؑ سے فرمایا تھا کہ خداوند عالم نے انبیاء و مرسلین کو ملائکہ پر افضلیت دی اور مجھ (محمد) کو تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت دی ہے۔ والفضل و لعدی لک یا علی و للائمۃ من ولدک وان الملائکۃ لخدامنا و خدام محبینا یعنی اے علیؑ میرے بعد تو ان انبیاء و مرسلین سے افضل ہو اور تیری اولاد سے ائمہ بھی افضل ہیں، اور ملائکہ کی حقیقت ہی کیا ہے، وہ تو ہمارے اور ہمارے محبوں کے خادم ہیں۔

زیارت میں بھی کہیں الحجج علی الخلق اجمعین اور کہیں الحجۃ علٰے من فوق الارض و من تحت الثریٰ اور کہیں الحجۃ علٰے اہل السموات و الارض آیا ہے، اب جب تمام خلق پر، اہلِ سموات پر ائمہ علیہم السلام حجت ہوں تو گویا سب کے حاکم ہوئے اور سب انبیاء و ملائکہ محکوم، تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ حضرات ان سے افضل ہیں، میرے عقیدے میں تو تمام انبیاء و ملائکہ آلِ محمدؐ کے سامنے شاگرد کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہیں (بجز سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے) بعض روایات میں انبیاء میں ایک ایک صفت اور حضرت علیؑ میں تمام

صفات۔ علیؑ کے صاحبزادے الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة ابنیاء اہلِ جنت ہیں تو سرداری علیؑ کے بیٹوں کی۔

کیا احادیث میں واضح طور پر یہ موجود نہیں ہے کہ انبیاء، آنحضرتؐ کی پیشانی کے پسینہ کے قطروں سے اور ملائکہ نورِ علی بن ابی طالبؑ سے پیدا ہوئے اور گویا انبیاء اور ملائکہ اپنی پیدائش میں ان نفوسِ مقدسہ کے محتاج ہیں تعجب ہے کہ خلق و رزق و احیائے اماتت میں ملائکہ کا ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں، اگر ائمہ علیہم السلام کا نام نامی اور اسمِ گرامی آجائے تو شرک کود کر میدان میں آجاتا ہے اور عقیدہ توحید کو فاسد کر دیتا ہے۔ یہ مبحث علیٰحدہ رسالہ میں آئے گا، لیکن یہاں میں نے افضلیت کا تذکرہ عبث نہیں چھیڑا بلکہ آپ کو ایک بڑی دلیل کی طرف لے کر جا رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب انبیاء سے یہ حضرات علیہم السلام افضل ہیں ان میں حضرتِ عیسےٰؑ سرِ فہرست ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو پھر میرے ائمہ حضرتِ عیسےٰؑ سے بھی افضل ہوئے، سوال یہ ہے کہ یہ بعض وجوہ سے افضل ہیں یا من کل الوجوہ، اگر بعض وجوہ سے افضل ہیں تو پھر بتائیں کہ وہ کیا وجوہ ہیں، اور اگر کل وجوہ سے افضل ہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب عیسےٰؑ کی ماں بتول ہیں تو ان افضل ائمہ کی امہات کو بھی کثافتِ حیض و نفاس سے پاک و صاف تسلیم کرنا ضروری ہوگا، ورنہ جناب عیسیٰؑ کو اگر معلوم ہو گیا کہ ایک لغوی فاضل کی نگاہ میں امہاتِ ائمہ سوائے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سب نجاستِ کفر و شرک سے پاک ہیں تو وہ شاید حضرت حجۃ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیں کہ آپ خاتم النبیین کے بارہویں

جانشین سہی لیکن میری ماں تمھاری ماں سے افضل تھیں، وہ کثافاتِ مذکورہ سے پاک وصاف تھیں اور تمھاری ماں صرف نجاستِ کفر وشرک سے پاک تھیں، مولانائے محترم فرمایئے کہ آپ کے عقیدے نے حضرت عیسیٰ کو اپنی افضلیت کی دلیل مہیا کر دی یا نہیں اور اگر یقین ہے اس عقیدہ پر کہ نماز میں بحالتِ سجدہ جناب امام دوازدہم کے قدموں کے پیچھے حضرت عیسیٰ کا سر ہوگا تو یہ عقیدہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت حجۃ اور تمام ائمہ کی امہات بمثل مادر عیسیٰ کثافاتِ مذکورہ سے بدرجۂ اولیٰ پاک وصاف تھیں، اہلِ انصاف غور فرمائیں افضل ہر لحاظ سے افضل ہوتا ہے، بہ لحاظِ خلقت، بہ لحاظِ توارث من حیث الاب، من حیث الام، من حیث الاختیار، من حیث العلم، غرض ہر لحاظ سے افضل ہونا ضروری ہے، اپنے عقیدہ سے حضرتِ عیسیٰ کو حضرتِ حجۃ پر اعتراض کا موقعہ نہ دو اور مان لو کہ جملہ امہاتِ ائمہ ہر کثافت سے پاک وصاف تھیں اور یہی میرا مدعا ہے۔

ساتویں دلیل

آیاتِ قرآن اور اقوالِ مفسرین اور احادیث وکلام علمائے کرام سے یہ ثابت ہے کہ گذشتہ انبیاء ومرسلین ہمارے نبی کی امت سے ہیں بلکہ ان کو اس وقت تک نبوت نہیں ملی جب تک انھوں نے ان کی رسالت پر ایمان نہ ظاہر کیا، یہ ایسا مشہور مسئلہ ہے کہ اس پر کسی دلیل کے لانے کی ضرورت نہیں ہے، جب وہ ہمارے نبی کی امت ہیں تو پھر ہمارے نبی کے بعد اس کے

جانشین از علیؑ ابن ابی طالب تا حضرت حجتؑ ان انبیاء کے امام ہوں گے اور شیعہ نقطۂ نگاہ یہی ہے کہ امام اپنے ماموم سے افضل ہوتا ہے، تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عیسٰی ماموم ہو علیؑ سے مہدیؑ تک سب امام ہوں۔ لیکن عیسٰی کی ماں بتول ہو اور ادھر سوائے حسینؑ کے کسی کی ماں کثافت حیض و نفاس سے پاک نہ ہو، عجیب فتویٰ ہے، ماموم کی ماں بتول اور امام کی ماں صرف نجاست کفر و شرک سے پاک،

ایک ایمان افروز دلیل

آٹھویں دلیل بات سے بات نکل آتی ہے، الکلام یجر الکلام میں نے پہلے گذارش کی ہے، کہ افضل ہر لحاظ سے افضل ہوتا ہے محتاج ہر لحاظ سے محتاج ہوتا ہے، اور محتاج الیہ محتاج الیہ ہوتا ہے، حضرت عیسٰیؑ چونکہ ہر لحاظ سے آل محمدؐ کے محتاج ہیں، عیسٰیؑ کیا بلکہ تمام انبیاء و مرسلین آل محمدؐ کے محتاج ہوں گے یہ مسلم ہے، جس سے کسی مومن کو انکار نہیں کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کے اعمال کے یوم قیامت گواہ ہوں گے اچھا ہے ان کے ماننے والے ہزاروں میلوں میں موجود ہوں لیکن نبیؑ ان کے ہر عمل سے واقف ہوتا ہے، ان سے کوئی کام امت کے آدمیوں کا اوجھل نہیں ہوتا۔ ذرا چشم نبوت کی قوت کا اندازہ کرو۔ بعض انبیاء کی قوت چشم اتنی قوی ہے کہ ملکوت سموات و ارض کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کروڑوں امتیوں سے کسی کا کوئی عمل اس کے نبی کو بھول جائے بہو دنیاں علیہم یا

اگر سہو و نسیاں ہو گیا تو پھر گواہ کیسا شہید کیسے مان لیا جائے ا سہو و نسیاں پر انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب علیٰحدہ رسالہ لکھوں گا۔ آل محمدؐ نے نصرت فرمائی تو وہ رسالہ بھی ناظرین کے سامنے آجائے گا۔

اس وقت یہ ثابت کرنا ہے کہ واقعی انبیا محمدؐ و آل محمدؐ کے محتاج ہیں ایہ اپنی امت کے گواہ ضرور ہوں گے، لیکن اپنے لئے ان کو محمدؐ کی گواہی کی احتیاج ہوگی۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھولاء شہیدا۔ سے صاف ظاہر ہے کہ انبیا اپنی گواہی کے لئے محمدؐ کے محتاج ہوں گے، آل محمد محمدؐ کے جانشین ہیں، امت وسط ہیں یہ باقیوں کے گواہ ہوں گے، محمدؐ ان پر گواہ ہوگا۔

اگر روضہ کافی کی روایت پر یقین کیا جائے جس کو صاحب طوالع الانوار نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر روضہ مذکور سے نقل کیا ہے۔ کہ محمدؐ و آل محمدؐ تو اپنی جگہ رہے ان کے ماننے والے مثلاً حضرت حمزہؓ اور جعفرؓ اس اختیار کے مالک ہیں کہ انبیاء کے اعمال کے گواہ یہ ہوں گے، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت نوحؑ سے خداوند عالم فرمائے گا ھل بلغت کیا تو نے میرے سب فرمان اپنی امت تک پہنچا دیئے، عرض کرے گا، ہاں میرے اللہ، ارشاد ہوگا۔ گواہ لاؤ مختصراً حضرت نوحؑ آنحضرتؐ کی تلاش میں روانہ ہوں گے، جب آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں گے تو آنحضرت فرمائیں گے این عمی حمزۃؓ واخی جعفرؓ یہ دونوں حاضر ہوں گے، ارشاد رسالت ہوگا۔ یا جعفر یا حمزہ اذھبا واشھد الہ اے جعفر و حمزہ جاؤ نوح کی گواہی دے آؤ کہ انہ قد بلغ کہ

اس نے سب کچھ اُمّت کی طرف پہنچا دیا۔ چنانچہ یہ دونو جا کر گواہی دے آئیں گے اسی حوالہ کو شرح صحیفہ سجادیہ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ روایت جناب صادقؑ سے ہے اب فرماتے ہیں کہ جن کے خاندان سے جعفر و حمزہ جیسے بزرگ آنحضرتؐ کے امتی انبیاء کے اعمال کی گواہ ہوں تعجب ہے، اس فاضل پر کہ جو جعفر و حمزہ کے آئمہؑ کے متعلق یہ بیان کرے کہ ان کے امہات صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہیں۔ مقام غور ہے کہ سعادت تبلیغ انبیاء ما سلف آل محمدؐ کی حیثیت سے کم ہے، اسی لئے تو جعفر و حمزہ رضؓ گواہی کے لئے بھیجے جاتے ہیں، انبیاء حضرت عیسٰی بھی ان کی گواہی کے محتاج ہوں اور ان کی اصحاب مثل ادر علبئی نہ ہوں تعجب ہے۔

توضیح اشکال

کہیں میرے محترم یہ شور نہ مچا دیں کہ ہم اس کو رو رہے تھے کہ بتول مستورات زیادہ نہ ہو جائیں لیجئے مولف رسالہ امہات آئمہ نے ایک اور ظلم کر دیا۔ کہ گذشتہ انبیاءؑ کو جعفر و حمزہ رضؓ کا محتاج قرار دیا اگر یہ مان لیں، گویا ان دونو حضرات کی شان انبیاء سے بڑھ گئی، ان کا حق ہے کہ اول تو یہ اعتراض صاحب روضہ کافی پر کریں، دوسرے یہ حدیث آسمان ولایت کے چھٹے تاجدار کی ہے۔ ممکن ہے کہ یہاں ان حضرات کو پھر موقعہ مل جائے اور کہہ دیں کہ نبی سے غیر نبی افضل نہیں ہو سکتا، تو اس کی وضاحت کرتا جاؤں، کیونکہ مبادی علوم غیر شیعہ علماء سے حاصل کر کے ان کے کچھ عقائد بطور تحفہ یہ زمانہ تعلیم سے ہی ساتھ لے آتے ہیں، اور ان کا عقیدہ ہی عام یہی ہوتا ہے کہ نبی سے غیر نبی افضل نہیں ہو سکتا۔ اسی کا مختصر جواب یہ ہے کہ حمزہ و جعفر کی

کچھ کم شان نہیں ہے،

صاحب منتخب التواریخ محمد ہاشم خراسانی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر بیان فرمایا ہے روایت شدہ، کہ جناب عبدالمطلب حجۃ الہی بود و جناب ابوطالب وصی او بودہ، یعنی روایت میں آیا ہے، کہ جناب عبدالمطلب حجۃ الہی تھے اور جناب ابوطالب اس کے وصی تھے، ریاض الشریعۃ ج ۲ صد ۲۰۹ پر عربی عبارت لکھ دی ہے، قدروی ان عبدالمطلب حجۃ والوطالب کان وصیہا، اب بتائیے کہ یہ مسئلہ بھی آپ کے حسب دلخواہ حل نہ ہوا جب عبدالمطلب حجت تھے تو حمزہؓ اس کا بیٹا ہے، نیز سید الشہداء ع ہے، اسی طرح جعفرؓ بھی ابوطالبؑ جیسے وصی کا بیٹا اور شہید ہے، کہ جو پروں سے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے، اب تو ان کی عزت نظر آنے لگی ہوگی جن آئمہ علیہم السلام کے پیرو کار انبیاء واسلف کے اعمال کے جن میں علیؑ بھی شریک ہیں، گواہ ہوں کیا ان کے آئمہ کی امہات صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہیں اور بس

چلتے چلتے ایک اور واقعہ سن لیں

ابوطالبؓ اور غیب وصایت جناب ابوطالبؓ کا تذکرہ آگیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مقدس علماء تو علم غیب کی محمدؐ و آل محمدؐ سے نفی کرتے ہیں، اعلم متضاد تجویز فرماتے ہیں، بیچارے کیا کریں قرآن مجید نے ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے، کہیں تو ایاک نستعین کی آیت انہیں کسی دوسرے سے مدد مانگنے سے روکتی ہے، کہیں آیات غیب مانع ہوتی ہیں۔ کہ اللہ تعالے

کسے بغیر دوسرے کو غیب دانی سے منسوب کرنا جرم ہے، مسائل میں جب گھبرا جاتے ہیں تو پھر آسان کر دیتے ہیں، اگر انکار کر دیں تو آل محمدؐ کی نصرت کا انکار کر دیں اور اگر مدد مانگنے پہ آ جائیں تو ہر سال تین دن کا جلسہ کر کے رؤساء کرام سے طالب مدد ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر غیب نہ تسلیم کریں تو آل محمدؐ کے لئے تسلیم نہ کریں اور اگر تسلیم پر آ جائیں تو اپنے لئے غیب کا اعلان فرما دیں، مسئلہ غیب پر ایک مفصل رسالہ لکھوں گا انشاء اللہ تعالےٰ، یہاں دوران بیان یہی وصایت ابوطالبؑ کے سلسلہ میں جناب ابوطالبؑ کا ایک واقعہ بصورت تذکرہ غیب بیان کرتا جاؤں

جناب پیغمبر اسلام کی ولادت کے عجائبات دیکھنے پر عورات بنی ہاشم متعجب تھیں ان کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ابوطالبؑ نے فرمایا کیوں متعجب ہو، عرض کی کہ محمدؐ کی پیدائش کے بعض غرائب سے حیران ہیں، جناب ابوطالبؑ نے فرمایا اے فاطمہ انتظری سبتا تاتین بمثلہ فولدت امیر المومنینؑ بعد ثلثین سنۃ و کذا اروی ان السبت ثلثون سنۃ، یعنی اے فاطمہ ایک سبت انتظار کرو تمہارے ہاں بھی ایسا لڑکا پیدا ہوگا، چنانچہ فاطمہ بنت اسد سے تیس سال بعد امیر المومنین پیدا ہوئے، اور یہ روایت کی گئی ہے کہ سبت تیس سال کے عرصہ کو کہتے ہیں، روضۃ الواعظین ج صفہ

اسی سے ملتا جلتا واقعہ شیخ کلینی کی سند سے جلاء العیون صفحہ ۳۵ پر علامہ مجلسی اعلی اللہ تعالےٰ نے نقل فرمایا ہے،

دیگر از آنحضرتؐ روایت کردہ است کہ در ہنگام ولادت فاطمہ بنت اسد نزد آمنہ حاضر بود پس یکی از ایشان بدیگر گفت آیا مے بینی آنچہ بینم،

دیگری گفت چہ مے بینی گفت ایں نور ساطع کہ مابین مشرق ومغرب
وا فرا گرفتہ است پس دریں سخن بودند کہ ابوطالب درآمد بایشاں گفت
چہ تعجب دارید پس فاطمہ خبر آں نور را ذکر کرد، ابوطالب گفت ،
میخواہی ترا بشارتے دہم گفت بلے گفت از تو فرزندے بہم خواہد رسید
کہ وصی ایں فرزند خواہد بود مختصر ترجمہ یہ ہے، کہ وقت ولادت پیغمبر صلعم آمنہ کے
پاس اور علیؑ موجود تھی، ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں تمہیں نظر
آرہا ہے، پوچھا کیا کہا مشرق و مغرب تک ایک نور پھیلا ہوا ہے، اسی حالت
میں ابوطالب نے ان کے تعجب کو بھانپ لیا۔ فرمایا کیا محسوس ہوتا ہے، فاطمہ نے
تذکرہ کیا فرمایا میں تم کو بشارت نہ دیدوں کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے
گا۔ جو اس مولود مسعود کا وصی ہوگا۔ اسی صفحہ پر روضۃ الواعظین والی روایت بھی
بعینہ نقل فرمائی جس کے آخری فقرے کا فارسی ترجمہ یہ فرمایا ہے، ابوطالب گفت
سی سال صبر کن کہ برائے تو ہم فرزندے بہم خواہد رسید مثل ایں فرزند باشد بہر ہمہ کمالات
بغیر از پیغمبری،

ابوطالب کے لئے مذکورہ بالا روایات سے غیب ثابت ہے یا نہ اور کس طرح
مثل آئمہ ان عورتوں کے مافی الضمیر سے آگاہ ہوگئے، اور ولادت علیؑ سے تیس سال
پہلے بشارت فرمائی۔ آخر کیوں نہ ہوتا۔ جناب عبدالمطلب کے وصی تھے حجۃ اور وصی
کے کمالات شیعہ حضرات تو جانتے ہی ہیں،

ولادت علی در کعبہ سے ایک ناقابل انکار دلیل

نویں دلیل ناظرین تسلیم یا عدم تسلیم تو فاضل وسائل نقوی کے بس کی بات ہے لیکن دلائل تو انشاء اللہ تعالےٰ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر آتے رہیں گے، یہاں ایک ایسی شاہکار دلیل پیش کرتا ہوں کہ جس کے تسلیم کرنے میں حجۃ الاسلام واستاذ العلماء کو بھی پس وپیش نہ ہو اختصار کے ساتھ حسب ذیل واقعہ کو ذہن نشین کریں۔

جناب مریم گو بتول تھیں، جملہ کثافات سے پاک صاف تھیں باوجود طہارت جب حضرت عیسیٰ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ان کو حکم دیا گیا کہ بیت المقدس چھوڑ دیں، یہ ذاکرانہ فقرہ نہیں، اس کا حوالہ ریاض الشریعہ ج ۵ ص ۱۳۴ پر یہ الفاظ موجود ہے "چوں مدت حمل مریم منقضی گشت ندائی بمریم رسید کہ ازیں مکان بیروں رو" چنانچہ بحکم خدا مریم بیت المقدس یعنی اپنی محراب عبادت سے باہر نکلی طی الارض کے ذریعہ مسجد براثی بغداد یا کربلا معلےٰ کنار فرات تقریباً سات میل پر مریم کا یہ روح اللہ فرزند پیدا ہوا۔ اور پھر اسی طی الارض سے وارد بیت المقدس ہوگئیں،

اتنی تمہید کے بعد میری گذارش یہ ہے کہ گو مریم معصومہ تھیں ، طاہرہ تھیں جملہ کثافتوں سے صاف تھیں، مگر اس کا بچہ یا وہ خود اس قابل نہ تھیں، کہ ایسی حالت میں بیت المقدس میں رہ سکیں، بلکہ ملک عراق میں بغداد یا کنار فرات میں بچہ کی پیدائش ہو، اب میں نقوی کیمبل پوری سے دست بستہ التماس کرتا ہوں۔ کہ

تمہیں اسی خداوند دو عالم کی قسم جس کے بغیر کسی سے نصرت کے قابل نہیں۔ جس معبود کی محبت میں ذاکرین سے فضائل آل محمدؐ کو غلو و تفویض سے منسوب کرتے ہو، اسی خداوند قدوس کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری نگاہ انصاف میں بیت المقدس کی عزت زیادہ ہے یا کعبۃ اللہ کی، لازماً آپ کو منسوخ قبلہ پر ناسخ قبلہ کو ترجیح دینا ہوگی، فول وجھک شطر المسجد الحرام کی آیت سر پہ کھڑی ہے، کہ کعبہ افضل ہے اور بیت المقدس مفضول، کعبہ کے فضائل کی احادیث نظر سے گزری ہوں گی، اس کی ذرا سی بیحرمتی سے ابرہہ معہ افواج برباد ہوگیا، عورت مرد کی بد دیانتی نے اساف و نائلہ کو پتھر بنا کر چھوڑا۔ کعبہ کے اوپر سے گزرنے والے پرندوں کی صفیں پھٹ کر اس کے مقام کے تقدس کے گواہ بنتے ہیں، حدود کعبہ یعنی اس کے حرم میں شکار حرام ہے یہاں کسی پرندے یا حیوان یا انسان کو اذیت نہیں دی جا سکتی، جائے امن ہے من دخلہ کان آمناً کعبہ کی نقل مسجد اتنا ہی ذی عزت مقام ہے۔ کہ بحالت جنب میں شبیہ کعبہ یعنی مسجد سے گزرنا حرام ہے، دنیاوی کلام ممنوع ہے وغیرہ وغیرہ

جب کعبۃ اللہ افضل ہے اور بیت المقدس مفضول تو فرمائیں کہ جو مستور ذی شعور بیت المقدس میں بچہ نہیں جن سکیں، حالانکہ مریم مصطفیٰ ہیں اطاہرہ بھی معصومہ ہیں۔ بتول مستورات کے تعدد سے گھبرانے والے ذرا سنبھل کر جواب دیں کہ والدہ جناب امیر المومنینؑ اگر اپنے بچے کی پیدائش کے لئے امر قدرت سے خانہ کعبہ میں تشریف لے جائیں اور پورے چار دن کعبہ میں رہیں۔ اگر اب

بھی اصرار ہے تو صرف ایک جواب دیتے جاؤ کہ اگر والدہ جناب امیرؑ کو نفاس آیا ہے تو پھر طہارت کعبہ کہاں رہی اللہ اگر کعبہ کی طہارت ہی بحال رہی تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ علیؑ جو عیسیٰؑ سے افضل ہے، اس کی فاطمہ بنت اسد بھی مریم سے افضل ہے، جب یہ تسلیم کرو گے تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ جناب فاطمہ بنت اسد کثافات حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک و پاکیزہ تھیں،

جناب فاطمہ بنت اسد کی فضیلت از مریم انکی اپنی زبانی

دسویں دلیل عباس ابن عبد المطلب اور یزید ابن قعنب مکہ کے صحن میں تشریف فرما ہیں، اور بنو ہاشم بھی ہیں، بنی عبد العزیٰ بھی ہیں کہ ناگاہ جناب فاطمہ بنت اسد تشریف لائیں قریب کعبہ یہ دعا شروع کی

رب انی مومنۃ بک وبما جاء من عندک من رسل وکتب وانی مصدقۃ بکلام جدی ابراہیم الخلیل وانہ بنی البیت العتیق فبحق الذی بنی البیت دبحق المولود الذی فی بطنی لما یسرت علی ولادتی، یعنی لے میرے رب میں تیری ذات پر ایمان رکھتی ہوں اور جو کچھ تیرے رسل و کتب سے آیا ہے ہیں ایمان رکھتی ہوں اور اپنے جد ابراہیم خلیل کے کلام کی تصدیق کرتی ہوں، اور اس نے کعبۃ اللہ کی عمارت بنائی بس اس کا صدقہ جس نے اس مکان کی تعمیر کی اور اس مولود کا صدقہ جو میرے شکم میں ہے اس کی ولادت مجھ پر آسان فرما۔ یزید ابن قعنب کہتا ہے کہ فرأینا البیت قد انفتح عن ظہرہٖ یعنی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کعبہ کی پچھلی دیوار پھٹ گئی، و دخلت فاطمۃ فیہ اور جناب

فاطمہ کعبہ کے اندر داخل ہو گئیں اب اس کو کہیں اتفاقی امر نہ تصور کیا جائے یا
کسی کوشش کا نتیجہ قرار نہ دیا جائے، وہی یزید ابن قعنب کہتا ہے کہ ہم نے
کوشش کی کہ اس کا قفل کھولا جائے، مگر سب سعی بیکار گئی، فعلمنا ان فی
ذالک امر من اللہ تعالےٰ ہم نے یہی سمجھا کہ اس میں امر رب کو دخل ہے اور
سب اسکی مرضی سے ہوا ہے، پھر چار دن کے بعد جناب فاطمہ اس مکان سے
علی کو ہاتھوں پر لے کر باہر آئیں اور یہ بیان دیا اے اہل مکہ انی فضلت
علی من تقدمنی من النساء لان آسیہ بنت مزاحم عبدت اللہ عزوجل
سرًا فی موضع لا یحب اللہ ان یعبد اللہ فیہ الا اضطرارا وان مریم
بنت عمران حضرت النخلۃ الیابسۃ بیدھا حتی اکلت منہا رطبا
جنیا وانی دخلت بیت الحرام فاکلت من ثمار الجنۃ واوراقہا
فلما اردت ان اخرج ھتف بی ھاتف یا فاطمۃ سمیہ علیا فھو علی واللہ
العلی الاعلی یقول انی شققت اسمہ من اسمی وادبتہ بادبی ووقفتہ
علی غوامض علمی وھو الذی یکسر الاصنام فی بیتی وھو الذی یؤذن
فوق ظہر بیتی ویقدسنی اے لوگو میں گذشتہ تمام مستورات پر فضیلت رکھتی
ہوں آسیہ نے ایسے مقام پر عبادت پوشیدہ کی جہاں اللہ تعالےٰ کو پسند نہ
تھا۔ مگر بوجہ اضطرار اور مریم نے کھجور کی ٹہنیوں کو ہلایا اور اپنے ہاتھ سے
تازہ خرما کھایا اور میں کعبہ میں داخل کی گئی اور جنت کے میوے کھلائی گئی اور
وقت خروج از کعبہ ہاتف نے ندا دی کہ اس بچے کا نام علی رکھنا وہ علی ہے
میں علی الاعلی اپنے نام سے اس کا نام اشتقاق کیا۔ خود اسے ادب سکھایا

اپنے مخفی علوم سے اسے آگاہ کیا میرے گھر کے بتوں کو یہ توڑے گا کعبہ کی چھت پر اذان دے گا۔ اور میری تقدیس کرے گا۔

مذکورہ بالا واقعہ میں نے روضۃ الواعظین ج ۱ صـ۹۵ سے باختصار نقل کیا ہے، یہی بحارالانوار میں یزید ابن قعنب سے روایت ہے، اسی واقعہ کو مجلسی مرحوم نے جلاء العیون کے صـ۱۹۱ پر نقل کیا ہے، ابن بابویہ، شیخ طوسی اور علامہ حلی علیہ الرحمۃ سے اس کی سند لی ہے، البتہ روضۃ الواعظین سے تھوڑا سا فرق ہے، اول اوعا میں یہ فقرے زائد ہیں " و بحق ایں فرزندی کہ در شکم من است، و با من سخن میگوید و سخن گفتن خود مونس من گردیدہ یقین معلوم کہ او یکی از آیات جلال و عظمت تست، دوسرے او بتہ بادبی کے ترجمہ کے بعد نقل فرمایا ہے، و امور خود را باد تفویض نمودہ امم تیسرے یقدسنی کے ترجمہ کے بعد فرمایا ہے او ست امام و پیشوا بعد از حبیب من و پیغمبر من و برگزیدہ من از جمیع خلق من محمد رسول من است داد جی او خواہد بوجہ ایضا صـ۱۹۲ پر تلاوت قرآن مجید کا تذکرہ بھی فرمایا ہے،

ناظرین اگر سارے واقعہ کو ذہن نشین کر لیا ہے تو میرا مقصد حل ہو گیا گذشتہ سب مستورات پر جناب فاطمہ کا اپنا افضل ہونا۔ بتانا اور مریم اور آسیا کا بالخصوص نام لینا، پھر کعبہ کے اندر از خود نہ جانا۔ بلکہ بلایا جانا۔ بیان فرمایا صاف ظاہر ہے، کہ جب فاطمہ سب مستورات گذشتہ سے افضل ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ کثافات مذکورہ سے پاک و صاف ہے اور نہ افضلیت جتلانا بیکار ہو گا۔ اس سے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ آسیا بھی اسی قسم کی عورت تھی بعض

احادیث سے جنت میں منکوحۂ پیغمبرؐ ہونا بھی آپ کے لئے بیان کیا گیا، لہذا ضروری ہوا کہ آپ بھی کثافات سے پاک ہو۔

صاف ہوگیا مسئلہ کہ امہات آئمہ کی فرد اول گذشتہ زنان سے افضل ہے تو باقی آئمہ کی امہات مستورات گذشتہ سے افضل ہوں گی، جب افضل ہوں گی تو کثافات مذکورہ سے بھی پاک و پاکیزہ ہونگی۔

مذکورہ واقعہ میں تین فقرے حسب روایت روضۃ الواعظین قابل غور ہیں۔

اول، اشتقاق اسم علی از اسم حق تعالیٰ محتاط، علماء تو ناراض اسی پہ ہوتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں کو آئمہ پر چسپاں کر دیتے ہیں لیکن بیان قدرت نے شرکت اسمی خود عطا فرمائی۔

دوم، ادبتہ بادبی گویا خود ان ہستیوں کی تعلیم کا انتظام فرمایا تاکہ عام لوگوں سے جیسے بہ حیثیت خلق ممتاز ہیں ایسے ہی سلسلہ تعلیم بھی قدرت کی طرف سے ہو

سوم:۔ و فقتہ علی غوامض علمی جس کا ترجمہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون صہ ۱۹۱ پر یہ فرمایا ہے 'اور ا بہ علوم پنہاں خود مطلع کردہ ام' کیا اس علم غیب تو مراد نہیں ہے، چہارم صاحب جلاء العیون نے بیان فرمایا کہ امور خود را باد تفویض نمودہ ام، اب اگر علماء کرام کو تفویض میں کچھ خطرہ لاحق ہو تو جناب مجلسی مرحوم کی روح سے مناظرہ کرنے کی کوشش فرمائیں، یہاں امور خود اور تفویض کا تعلق ہے کھل کر کہتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہیں علماء کرام فتویٰ نہ لگادیں، یہ واضح رہے کہ علامہ مجلسی کے علاوہ زیارت لطلفہ امام حسینؑ میں یہ لفظ بھی مجلسی مرحوم کی تائید کے لئے کافی ہیں، ارادۃ الرب فی مقادیر امورہ تہبط الیکم وتصدر من

بیوتکم (مفاتیح الجنان ص۲۲۳ ترجمہ) (یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمام امور کی مقداروں میں تمہاری طرف نازل ہوتا ہے، اور تمہارے گھر سے صادر ہوتا ہے اگر یہ بیچارے تفویض کے مسئلہ میں سرگرداں ہی رہیں گے (میرے خیال میں زیادہ نہیں تو ما اتاکم الرسول فخذوہ میں جتنی تفویض ہے، اس سے تو انکار قطعاً نہیں فرما سکیں گے،

بہرحال مذکورہ روایات کے ماتحت یہ ثابت ہو گیا کہ مریم گو معصومہ ہیں طاہرہ ہیں، کثافات سے پاک ہیں جس کا بیٹا معصوم ہو، رسول ہو، کلمۃ اللہ ہو خالق طیر باذن اللہ ہو، غذا اور ذخیرہ خانگی سے مطلع ہو، ماں کی بے گناہی کا بچپن میں گواہ ہو، نبوت و کتاب کا دعوے صغیر سنی میں کرے، لیکن وہ بیت المقدس جو مفضول قبلہ ہے عیسیٰ جیسا بچہ نہیں جن سکتیں، لیکن افضل قبلہ میں علی کی ماں کو بلایا جاتا ہے جنت کے میوے کھلائے جاتے ہیں نام خود تجویز کر کے بتایا جاتا ہے، اور اپنے نام سے مشتق کر کے نام دیتا ہے، خود تعلیم دیتا ہے، امور کی تفویض کرتا ہے، غیب پر مطلع فرماتا ہے کیا ایسے بچہ کی ماں اس قابل سمجھی جائے کہ وہ صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہو تعجب ہے،

صاحبان، انصاف کے لئے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ علی اور اس کے باقی آئمہ کی امہات کثافات مذکورہ سے پاک و صاف ہیں، اور مثل فاطمہ بنت اسد مریم سے سب امہات افضل ہیں،

نفاس والی روایت

میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں ہے کہ نفاس والی روایات پر کچھ بیان کیا جائے کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اور بعد کے آنے والے دلائل کے بعد یہ خیال ہی اڑ جانا چاہیئے کہ نفاس والی روایت قابل قبول نہیں ہے مگر محترم نقوی صاحب ہر اس روایت پر قربان ہو جاتے ہیں جس سے کوئی شائبہ تنقیص کا نکل سکے، اگر ہر روایات پر نقوی صاحب کا ایمان لانے کے عادی ہیں تو پھر بعض ایسی روایات بھی کتب میں ہیں جن کو یہ قطعاً ماننے پر تیار نہ ہوں گے، ہر کتاب میں رطب و یابس ہوتا ہے معجولات ہوتے ہیں کیا آپ کی کتب تاریخ میں پیغمبرؐ کی بنات چار لکھی ہیں کیا اس کو مان لوگے، کتب احادیث میں کسی بی بی کے بیوہ ہونے کے بعد باپ کے گھر عدت گزارنے کا تذکرہ آتا ہے کیا آپ اس کو صحیح تسلیم کر لیں گے،

تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بعض روایات قابل تاویل یا قابل رد ہر کتاب سے مل جاتے ہیں۔ جناب شہر بانو کے لئے تجویز نفاس کو بھی ان روایات سے شمار کر لو ماتت فی النفاس سے اگر مدت نفاس مراد لے لیں تو کیا حرج ہے یعنی مدت نفاس دس دن ہے، جناب سجادؑ کے پیدا ہونے کے دس دن کے اندر بی بی فوت ہوگئی اسے تسلیم کرنے سے کسی عقیدہ کا کنگرہ گرنے کا اندیشہ ہے،

جناب مریم جب پاک و پاکیزہ ہیں قرآن کے ساتھ پھر درد زہ کی نسبت کیسی فاجاءھا المخاض جب مریم کو درد زہ لاحق ہوا، تو یہاں یہ نقوی ہے کہ

واقعی اس کو درد زہ لاحق ہوا، آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جب وہ وقت ہوا جس میں عام عورتوں کو درد زہ لاحق ہوتا ہے، ایسا ترجمہ کرنے سے ایمان کا کونسا کونہ عیب دار ہو جاتا ہے،

علامہ مجلسیؒ نے تو حیات القلوب صہ۸۲ میں امام باقر علیہ السلام کی زبانی قرعہ اندازی عابدین بیت المقدس برائے مریم کے وقت یہ لفظ فرمائے ہیں، چوں بحدے رسید کہ زنان دیگر حائض مے شوند یعنی جب اس حد کو پہنچی کہ جس وقت باقی عورتوں کو حیض آتا ہے، حیض علامت بلوغ ہوتا ہے گو بالغہ ہونے کی حد کو حد حیض بھی کہہ دیتے ہیں۔ تو اس سے یہ ضروری نہیں ہو جاتا۔ کہ مریم کو بھی اس کثافت میں ملوث مان لیا جائے، صہ۸۳ پر بھی سرکار باقرؑ سے یہ فقرہ علامہ مجلسیؒ نے نقل فرمایا ہے، تاآں کہ بحد حیض زنان رسید یعنی یہاں تک کہ وہ عورتوں کے حیض آنے کی حد تک پہنچ گئی، یعنی بالغ ہو گئی، اس سے یہ تھوڑا مراد ہے کہ اس کو حیض آ گیا۔ یہ تو عام عورتوں کے لئے ہے۔ امری مخلوق کی امہات اس سے پاک ہیں، اسی سے صرف وہ زمانہ مراد لیا جاتا ہے کہ جس حد میں عورت بالغہ ہو جاتی ہے، ایسے ہی جناب شہر بانو کے لئے بھی مدت نفاس دس دن کے اندر مراد لیا جائے گا، نہ یہ کہ اس کو نفاس آیا تھا۔ استغفر اللہ

کیونکہ گذشتہ واقعات اور حوالے اس کا بین ثبوت ہیں کہ امری مخلوق جس رحم مطہرہ میں آئیں گے وہ مذکورہ کثافتوں سے لازماً پاک ماننے پڑتے ہیں، ورنہ سارے عقائد جو شیعہ نے افضلیت آل محمدؐ کے ہر انبیاءؑ و ملائکہ بنا رکھے ہیں وہ غلط قرار پائیں گے،

جناب آمنہ سلام اللہ علیہا کے حق میں طہارت کا ثبوت

گیارھویں دلیل

نہایت ضروری تھا کہ حسب ترتیب جناب آمنہ کی طہارت جناب فاطمہ بنت اسد سے پہلے بیان کرتا۔ لیکن اتفاق سے ایسی بی بی کا تذکرہ پہلے آگیا۔ ناظرین اس کو محسوس نہ کریں اب حوالہ کو غور سے پڑھیں (کتاب ریاحین الشریعہ ج ۲ ص ۳۸۴ طبع تہران)

امام در حق او فرماید واللہ مافی بنات مکہ مثلہا لانہا محتشمۃ ونفسا طاہرۃ مطہرۃ عفیفۃ ادیبۃ عاقلۃ فقیہۃ اور بلیغہ ہے اور یہ بے مثال جلال کی مالکہ ہے (ناظرین طاہرہ اور مطہرہ پر غور فرمائیں) اور علامہ مجلسی کا معنی تطہیر دلیل اول میں ملاحظہ فرما کر یقین کریں کہ جناب آمنہ بھی ویسے ہی مطہرہ ہے جیسے جناب عیسیٰ کی والدہ (ثابت ہوگیا کہ جناب آمنہ بھی مثل دیگر مستورات حوامل انوار مقدسہ کے کثافات سے پاک و پاکیزہ ہے)

بارہویں دلیل

خود جناب آمنہ نے خود اپنی فضیلت بیان فرمائی ہے (بی بی کی اس عبارت کو فصاحت و بلاغت کے دائرہ میں دیکھیں) وقت وفات جناب آمنہ نے حسب ذیل الفاظ خود فرمائے (کل حی میت وکل جدید بال وکل کثیر یفنی وانا میتۃ وذکری باق وقد ترکت وولدت طہرا والسلام) یعنی ہر زندہ کے لئے موت ہے اور ہر نئی چیز نے پرانا ہونا ہے اور کثرت نے فنا ہونا ہے، میں مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی رہے گا کیونکہ میں ایک پاکیزہ اولاد چھوڑ کر جا رہی ہوں والسلام (ریاحین الشریعہ ج ۲ ص ۳۸۴)

اپنی ماں کے متعلق فرمان پیغمبرؐ

بارھویں دلیل حدیث نبویؐ است۔ لم ازل ینقلنی اللہ من اصلاب الطاھرین الی ارحام المطھرات۔ حتی اخرجنی من عالمکم ھذا۔ یعنی ہمیشہ میرا نور اصلاب طاہرہ میں بدلتا رہا۔ اور ارحام مطہرہ میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اسی ظاہری عالم پر آ گیا۔ ریاحین الشریعہ ج ۲ صفحہ ۳۸۹

ناظرین اب تو فرمان نبویؐ سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ من آدم الی عبداللہ اور من حوّا الی آمنہ سب اصلاب طیبہ اور ارحام مطہرہ میں یہ نور مع دیگر انوار آئمہ معصومین منتقل ہوتا رہا کیا اب بھی کوئی شبہ باقی رہ گیا۔ جبکہ علامہ مجلسی مرحوم کے ترجمہ کے مطابق مطہرہ کا معنی ہی کثافات حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک ہونا ہے اسائل و فاضل نقوی کو اب تو ضد ترک کر دینی چاہیئے اب تو پیغمبرؐ اسلام نے خود مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ خبردار آدمؑ سے عبداللہؑ تک اور حواؑ سے آمنہ تک کسی پر یہ شک نہ کرنا چاہیئے۔ تمہاری نظر قاصر سے نہ گزرے۔ اگر کوئی منصف میرا کلام نقل کرے تو اس کی تکذیب سے بچنے کے لئے مان لینا کہ تمام وہ اصلاب، تمام وہ ارحام جن سے ہمارے انوار مقدسہ گزرے ہیں ان کو پاک و پاکیزہ تسلیم کر لینا یہی تمہارا ایمان ہونا چاہیئے اور اسی عقیدہ پر تمہاری موت ورنہ میرے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔

فرمان مجلسی مرحوم

تیرھویں دلیل و مجلسی مے فرماید۔ اتفقت الامامیۃ ان والدی رسول اللہ

اجداد ھادی آدم کانوا مسلمین بل کانوا من الصدیقین او اوصیاء المعصومین یعنی علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ علمائے امامیہ نے اس پر اتفاق فرمایا ہے کہ پیغمبرؐ کے والدین اور کل اجداد حضرت آدم تک مسلمان تھے بلکہ صدیقین سے تھے یا معصومین کے اوصیاء تھے۔ جب ایک مجتہد اعلم مجدد مذہب جعفری سرکار حجتؑ کی دعا سے پیدا ہونے والا عالم تمام امامیہ کا اتفاق نقل کر رہا ہے کہ اجداد رسولؐ صدیقین تھے یا معصومین کے اوصیاء تھے یا کیا معصومین سے مراد انبیاء نہیں ہیں۔ کیا انبیاء کی اولاد کے متعلق دلیل نمبر ۳ میں اسی مجلسی مرحوم کا فرمان نہیں نقل کر آیا کہ دختران انبیاءؑ کو حیض و نفاس نہیں آتا۔ حیات القلوب عدد ۳۲ ہم پہ پھر غور کرو۔ اب جب تمام ملت امامیہ کا اتفاق ہے کہ امہات انبیاء و ائمہ و اوصیاء کثافات حیض و نفاس سے پاک ہیں تو ایک نقوی فاضل کا تفرد قابل اعتنا نہیں ہے کہ متفق علیہ مسئلہ چھوڑ کر ایک غیر محقق عقیدہ پہ کاربند ہوں۔ صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آدم سے عبد اللہؑ تک اور حواؑ سے آمنہؑ تک بلکہ جناب سیدہؑ تک تمام وہ مستورات جن میں ان انوار مقدسہ سے کوئی نور آیا ہے وہ ظرف سب اس قابل تھے کہ یہ انوار ان کے ظروف ہو سکیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ کثافات مذکورہ متفقہ طور پر ان مخدرات عصمت کیلئے عیب ہیں اور وہ جملہ عیوب سے پاک ہیں۔

کلام علامہ مامقانی

چودھویں دلیل:۔ اگر ناظرین طوالت سے ملال نہ کریں، تو قریب کے ایک گزرنے

ہوئے محقق علامہ کا فرمان بھی مجلسی مرحوم کے دعوی کی تائید میں نقل کرتا ہوں ملاحظہ ہو رد یا حین الشیعہ ج ۲ صفحہ ۳۹ بحوالہ تنقیح المقال مامقانی "ان من ضروریات لدیننا ان اجداد النبی من الابوین لم یتلوثوا بالشرک وانھم موحدون الی آدم وفی الآیات بذالک شہادۃ کقولہ سبحانہ وتقلبک فی الساجدین المفسرۃ بقولھا اما نبی او وصی والاخبار بذالک عندنا متواترۃ"

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہب والوں کے لئے یہ عقیدہ نہایت ضروری ہے کہ اجداد پیغمبرؐ اور والدین پیغمبرؐ شرک سے ملوث نہیں ہوئے اور وہ آدم تک سب موحد ہیں، آیات قرآن اس کے گواہ ہیں، تقلبک فی الساجدین کی تفسیر ہی یہ کی گئی ہے، کہ وہ یا نبی تھے، یا وصی اس کے اثبات کے لئے ہمارے پاس ایسی احادیث ہیں جن کو متواتر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ناظرین غور فرمائیں، جب ساجدین سے مراد ہی یا نبی ہے یا وصی نبی تو ماننا پڑے گا، کہ اصلاب کی طرح ارحام بھی وہی ان انوار مقدسہ کے لئے مقرر ہوئے جن کو کثافت سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ انشاء اللہ تعالےٰ آگے کافی مقامات پر آگاہ کروں گا، بلکہ ثبوت پیش کروں گا، کہ ایک نبی یا وصی ان انوار کے سپرد کرنے کے معاملہ میں اپنے بعد والے سے جنہیں یہ نور آتے تھے عہد نامہ لکھواتے تھے کہ بغیر پاکیزہ رحم کے ان انوار کو دوسری جگہ سپرد نہ کرنا، چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا جب تک ظرف قابل نہ ملا قدرت نے اس صلب سے نور کو منتقل ہی نہ ہونے دیا متعدد واقعات آنے والے حصہ کتاب میں میرے دعوی کی تائید کریں گے فانتظروا انی معکم من المنتظرین اور سرور کائناتؐ کی ۹ یا ۱۱ یا ۱۵ یا ۱۶

اس طرح ہیں اس صرف حضرت خدیجہ سے نسل جاری ہونے میں کبھی عجب نہیں ایسی عاز مضمر ہو کر صلب تو طاہر ہے ہی رحم بھی طاہر ہوا

جنابِ آمنہ کے لئے طہارت کا واقعاتی ثبوت

پندرھویں دلیل صاحب ریاحین الشریعہ نے اپنی کتاب کی جلد ۲ صہ ۳۹۸ پر صلب عبداللہ سے رحم مطہرہ آمنہ میں منتقل ہونے کا واقعہ حسب ذیل واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے ۔ پس دراں وقت بسید رسل حاملہ گردید و نور از صلب عبداللہ بر رحم طاہرہ آمنہ منتقل گردید ۔ یعنی جب سید انبیاءؐ کے نور سے بی بی کے حاملہ ہونے کا وقت آیا تو نور مذکور صلب عبداللہ سے آمنہ کے رحم پاکیزہ میں منتقل ہوا ۔ اب رحم طاہرہ پر غور فرمایا جائے ۔ کیا رحم طاہرہ وہی ہے جو کثافات حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک نہ ہو کیا اب بھی کوئی گنجائش ہے ۔ کہ صرف نجاست کفر و شرک سے طہارت مرادی جائے ۔ فافہم ان کنت من العاقلین ۔

علامہ مجلسی مرحوم کا ایک فرمان فارسی زبان میں

سولھویں دلیل اجماع علمائے امامیہ منعقد گردیدہ است بر آنکہ پدر و مادر حضرت رسول و جمیع اجداد و جدات آنحضرت تا آدم ہمہ مسلمان بودہ اند و نور آنحضرت در صلب و رحم مشرکے قرار نگرفتہ است و شبہ در نسب آنحضرتؐ و آباء و امہات آنحضرتؐ نبودہ است و احادیث متواترہ از طرق

خاصہ عامہ برین مضامین دلالت کردہ بلکہ از احادیث متواترہ ظاہر مے شود، کہ اجداد آنحضرتؐ ہمہ انبیاء و اوصیاء و حاملان دین خدا بودہ اند و فرزندان اسمعیل کہ اجداد آنحضرتؐ اند اوصیای ابراہیم بودندہ اند ... شریعت ابراہیم درمیان فرزندان اسمعیل منسوخ نہ شد و ایشان حافظان آں شریعت بودند و یک دیگر وصیت مے کردند و آثار انبیاء را بایکدیگر مے سپردند تا بعبدالمطلب رسید و عبدالمطلب ابوطالب را وصی خود گردانید و ابوطالب کتب بسیار و آثار انبیاء و ودائع ایشان را بعد از بعثت تسلیم حضرت رسالتمآب نمود۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۱

یعنی علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ والدین آنحضرت اور جمیع اجداد و جدات حضرت آدم تک سب مسلمان تھے اگسی شرک کی صلب میں ان کے نور نے قرار نہیں کیا۔ آنحضرتؐ کے نسب میں کسی قسم کا آباء و امہات کی طرف سے شبہ نہیں ہے، شیعہ اور سنی علماء کے مضامین اس پر دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اجداد آنحضرت سب انبیاء اور اوصیاء رہے، اور حاملان دین خدا تھے، فرزندان اسماعیل جو آنحضرتؐ کے اجداد ہیں وہ وصیائی ابراہیم تھے ... اولاد اسمٰعیل میں شریعت ابراہیم منسوخ نہ تھی او وہ حافظ شریعت تھے ایک دوسرے سے باقاعدہ وصیت کرتے تھے آثار انبیاء ایک دوسرے کے سپرد کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا اس نے ابوطالب کو وصی قرار دیا۔ ابوطالب نے بہت کتابیں اور برکات انبیاء اور امانتیں بعثت رسول کے بعد ان کے سپرد کیں،

ناظرین تحویہ فتوٰی جناب مجلسی علیہ الرحمۃ رباحین الشریعہ کے حوالہ سے قبل ازیں

نقل کر چکا ہوں مگر اس کے بار دیگر نقل کرنے کا یہ مقصد ہے کہ پہلے فتوی سے یہ زیادہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ میں نے چودھویں دلیل میں عرض کیا تھا۔ کہ ان انوار کے متعلق ایک دوسرے کو سب مرحمت کرتے عہد نامہ لکھا جاتا۔ اجمالی ذکر اس فرمان میں آگیا، تفصیل سے آگے عرض کر دوں گا۔ کتب عامہ سے معارج کے حوالہ سے وہ سب بیان کروں گا جس کا تذکرہ علامہ مرحوم فرما رہے ہیں۔ اب تو علامہ مرحوم نے بھی واضح فرما دیا کہ عبد المطلب حجۃ تھے اور ابو طالب وصی، اس کمل فرمان مجلسی مرحوم کو اگر وقت نظر مطالعہ فرمایا جائے تو واضح ہے کہ آبا ء آنحضرتؐ سب یا نبی تھے یا وصی اتو اب وہ ان انوار مقدسہ کے نقل کرنے کے لئے خود ہی ایسے ظرف تلاش کرتے تھے، جو ان حضرات کے قابل ہوں۔

روضۃ الواعظین کے تین فقرے بفرمان رسولؐ

جابر ابن عبد اللہ انصاری کے پوچھنے پر جناب پیغمبر صلواۃ اللہ علیہ نے جو بیان فرمایا اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ساری روایت سے تین نمبر لگا کر عرض کرتا ہوں گویا یہ علیحدہ علیحدہ تین دلیلیں ہیں۔	ستر ھویں دلیل اٹھارویں دلیل انیسویں دلیل

پہلا فقرہ :۔ لقد سألتنی عن خیر مولود ولد بعدی علی سنۃ المسیح یعنی اے جابر تو نے ایک بہترین مولود کی ولادت کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ کہ جس کی ولادت میرے بعد سنت عیسٰی پر ہوئی۔

مذکورہ بالا فرمان بنوی میں تین لفظ قابلِ غور ہیں۔ اول۔ خیر مولود، خیر افعل التفضیل

کا صیغہ ہے یعنی محمدؐ کے بعد سب سے بہترین بچہ تو بہترین بچہ وہی ہوگا جس کی ماں صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہو۔ خدارا انصاف درکار ہے۔ (دوقسم) بعدکی کے لفظ نے ثابت کر دیا کہ محمدؐ اور علیؑ کی پیدائش ایک جیسی تھی۔ تو ماننا پڑے گا۔ جیسے محمدؐ کی ولادت پاک ایسے ہی علیؑ کی (رسوم)، علی سنتہ المسیح یہ انتہائی قابل غور ہے (جیسے عیسیٰ کی پیدائش امری ایسے ہی ان دو حضرات کی پیدائش، جیسے مریم کی ماں کثافات معیوبہ سے محفوظ ایسے ہی ان بزرگواروں کی مائیں کثافات مذکورہ سے پاک جیسے وہ معصومہ ویسے ان کی مائیں۔

دوسرا فقرہ:۔ ثم نقلنا من صلبہ فی الاصلاب الطاہرات الی الارحام الطیبۃ یعنی آدم کی صلب میں دائیں پہلو میں اور علی بائیں میں اس سے جب ہم نقل ہونا شروع ہوئے اصلاب بھی پاک تھے اور ارحام بھی طیبہ تھے کیا فاضل نقوی رحم طیبہ اس کو کہہ سکتے ہیں جس کو حیض و نفاس آئے تعجب ہے غور رہے فرمان نبوی گذارش کر رہا ہوں۔

تیسرا فقرہ:۔ فلم نزل کذالک حتی اطلعنی اللہ تعالیٰ من ظہر طاہر وھو عبداللہ فاستودعنی خیر رحم وھی آمنہ ثم اطلع اللہ تبارک و تعالیٰ علیا من ظہر طاہر وھو ابوطالب واستودعہ خیر رحم وھی فاطمہ بنت اسد، یعنی قدرت نے اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ سے گزرنے کے بعد مجھے ایک پاک پشت میں رکھا اور وہ عبداللہ ہے پھر امانت رکھا بہترین رحم میں اور وہ آمنہ ہے، علیؑ کو پشت طاہرہ ابوطالب میں رکھا پھر اس کو منتقل کیا بہترین رحم کی طرف اور وہ رحم فاطمہ بنت اسد ہے۔ (روضۃ الواعظین ج ا ص ۹۶)

اگر اس کو بغور مطالعہ فرمایا ہے، تو انصاف فرمائیے کہ آمنہ اور فاطمہ بنت اسد کے لئے لفظ خیر رحم کا یہی مطلب لیا جا سکتا ہے، جو فاضل نقوی اور سائل نقوی نے مراد لیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر یہ دونو رحم بلفظ خیر افعل التفضیل کے ساتھ رحم نکرہ ہونے کی وجہ سے عموم پر دلالت کرتا ہے بے معنی ہو جائے گا۔ کیونکہ ان حضرات کے نزدیک یہ مخدرات صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہیں، اور مریم کثافات حیض و نفاس و استحاضہ سے پاک تو پھر خیر رحم کی اہمیت ہی ختم ہو جائے گی، یعنی جو رحم سب رحموں سے بہتر ہو اور ان سے بہتر ہو جن میں عیسیٰ کی ماں جیسی کثافات سے پاک اور یہ صرف نجاست کفر و شرک سے پاک۔

ع ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اہل انصاف کو ماننا پڑے گا۔ کہ محمدؐ و علیؑ کی ماں عیسیٰؑ کی ماں سے ہر لحاظ سے افضل ہے اور کثافات مذکورہ سے محفوظ ہیں۔

جناب عبداللہؑ جناب آمنہؑ نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا

جناب عبداللہ رضؓ اور آمنہ رضؓ کا زندہ ہونا

ناظرین کی تفریح کے لئے کتاب ریاحین الشریعہ ج ۲ ص ۳۹ سے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں تاکہ ایمان زیادہ ہو جائے، اور وہ یہ ہے۔

مجلسی در حیوٰۃ القلوب روایت مے کند کہ رسولخدا شبے بسنزد قبر پدر خود عبداللہ آمد و دو رکعت نماز بجا آورد و عبداللہ را ندا کرد بنا گاہ قبر شگافتہ شد

وعبداللہ در قبر خود بنشت وگفت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان
محمد رسول اللہ حضرت فرمود اکنوں شہادت بدہ کہ علی ولی من است
عبداللہ شہادت بولایت امیرالمومنین دادہ رسول خدا ؐ فرمود اکنوں برگرد در
باغستان خود کہ بودی پس نزد قبر مادر خود آمنہ خاتون آمد و بازچناں کرد قبر
شگافتہ شد و آمنہ درمیان قبر بنشت ومے گفت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و
اشھد ان محمد رسول اللہؐ حضرت فرمود ولی توکی است اے مادر عرض کرد ولی
توکیست اے فرزند حضرت فرمود شہادت بدہ کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام
ولی تو است پس آمنہ شہادت داد حضرت فرمود اکنوں برگرد بہماں باغستانے
کہ بودی۔ خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے والدین کو بعد
موت زندہ فرمایا اور وہ اپنی اپنی قبر میں اُٹھتے ہی شہادت توحید و رسالت
ادا کرنے لگے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان دو شہادتوں کے بعد اب یہ بھی ضروری
ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کا اقرار کرو چنانچہ انہوں نے فرداً فرداً
اقرار ولایت کیا تو فرمایا کہ اب اپنے اپنے باغوں میں جہاں تمہیں رکھا گیا ہے،
جاؤ چنانچہ وہ بصورت اول ہو گئے۔

اسی حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ مجلسی نے نوٹ دیا ہے، ازیں روایت
ظاہر مے شود کہ ایشاں ایمان بشہادتیں داشتہ اند و برگردانیدن ایشاں برائے
اقرار بولایت علی ابن ابی طالب بودہ تا ایمان ایشاں کامل بود کامل تر بشود،
یعنی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار شہادتیں تو عین حیات میں یہ دونو
حضرات رکھتے تھے لیکن زندہ کرنے کا صرف واحد مقصد یہ تھا کہ علیؑ کی ولایت

کا اقرار کر کے ایمان کامل کی بجائے کامل تر کر لیں۔

صاحب ریاحین نے لکھا ہے کہ علامہ مجلسی کے شیخ صدوق نے علل اور معانی الاخبار میں ابوذر کی زبانی اسی روایت کو نقل کیا ہے' اہل سنت علماء میں سے طبرانی اور ابن مردویہ نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس اس واقعہ کو نقل کیا ہے گو اس روایت کو میرے نفس مضمون سے کوئی ربط نہیں ہے لیکن یہ ثابت کرنے کے لئے نقل کر دیا ہے' کہ جو حضرات ان کے ایمان کے قائل نہیں ہیں وہ عبرت حاصل کریں۔ اور جن حضرات کو مسئلہ احیاء اموات سے چڑ ہے' دیکھ لیں کہ قدرت نے اپنے پیغمبر کو عطائی طور پر کتنا با اختیار بنایا تھا۔

ایک مالکی عالم کا اعلان حق

بیسویں دلیل صاحب کتاب ریاحین الشریعہ ج ۲ ص۳ نے فصول المہمہ مولفہ ابن صباغ مالکی کے حوالہ سے ان کا یہ اقرار تحریر کیا ہے' چنانچہ کہتا ہے' الولید الطاہر من النسل الطاہر ولد فی موضع طاہر فاین توجد ہٰذہ الکرامۃ بغیرہ یعنی ایک پاکیزہ مولود پاکیزہ نسل سے جو موضع طاہر یعنی کعبہ میں پیدا ہوا۔ پس اس کے بغیر کس کے لئے ایسا شرف آیا ہے' ممکن ہے کہ موضع طاہر کے معنی میں نے کعبہ مراد لیا ہے' کسی کو شبہ ہو کہ خود سے لکھ دیا ہے اس عالم کے اگلے فقرے نقل کر دوں' فاشرف البقاع الحرام المسجد واشرف بقاع المسجد الکعبۃ ولم یولد فیہ مولود سواہ یعنی سب سے اشرف مقام مسجد ہے اور مسجد سے اشرف کعبہ اور اس میں سوائے علی ؑ کے اور کوئی پیدا

ہوا۔ ناظرین من النسل طاهرا پر غور کریں اور اپنے عقیدہ کو درست کریں اکہ اہلسنت کے علماء بھی طہارت امہات انبیاء و آئمہ کے قائل ہیں۔

خوف ہے کہ رسالہ کہیں بوجہ طوالت کتاب کی شکل اختیار نہ کرے، لہذا اب میں ایک دو فقرے امہات آئمہ علیہم السلام کی طہارت کے لئے پیش کر دوں جناب فاطمہ بنت اسد کے متعلق کافی وضاحت ہو گئی، جناب آمنہ کا تذکرہ آگیا اب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق سائل و فاضل نقوی کو یقین کامل ہے کہ وہ بتول ہیں لہذا جناب سیدہ علیہا السلام کے بعد ہر امام کی ماں کے متعلق جو کتابوں سے تھوڑے وقت میں مل سکا ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں نہایت متاسف ہوں کہ کمئی کتب خانہ کی وجہ سے جیسا چاہتا تھا ان مخدرات کے حالات قلت کتب اور قلت وقت کی وجہ سے نہیں لکھ سکا۔ لیکن اس تھوڑے کو بہت سمجھیں۔

جناب شہربانو والدہ جناب سید ساجدین علیہ السلام

اکیسویں دلیل سب سے بڑی دلیل تو جناب امیر علیہ السلام کا اس کے متعلق دربار خلافت میں فرمانا ہے کہ ان بنات الملوک لا تباع ولو کانوا کفارا ولکن ان تعرض علیہا ان تختار رجلا من المسلمین فزوجہا حسب مهرها من عطائه من بیت المال" یعنی بادشاہوں کی لڑکیاں گو کفار سے آئی ہوں ان کو بیچنا روا نہیں ہے البتہ اس کو اختیار دے کہ وہ کسی مسلمان کو اپنے نکاح کے لیے پسند کرلے جس سے اس کی شادی کر دی جائے

اوراس کا مہر بیت المال سے ادا کیا جائے۔ حضرات ان لوگوں کی سمجھ کے مطابق
آنحضرت نے اس قسم کا جواب دیا، ورنہ وہ بعلم امامت جان چکا تھا۔ کہ یہ ایک
خاص مستور ہے، وہ اپنے انتخاب میں قطعاً غلطی نہیں کرے گی، اور جیسا مولا
علی کا خیال تھا ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ اس مستور ذی شعور نے ایک امری مخلوق کی فرد
پیدا ہونے والی تھی اور خواب میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اس کو مہمان کر چکی
تھیں اور اس کو آگاہ فرما دیا تھا۔ کہ تیرا نکاح میرے چھوٹے فرزند امام حسینؑ سے
ہوگا۔ اور خواب میں اس کی زیارت سے مشرف ہو چکی تھی اور یہ بھی جناب
سیدہ نے فرمایا تھا۔ کہ کسی دوسرے کو تیرے اوپر دسترس قطعاً نہ ہوگی، چنانچہ
امام حسینؑ کو دیکھتے ہی شہر بانو نے پہچان لیا۔ کہ اس سے شادی کرونگی، یہ سارا
واقعہ تفصیل سے صاحب ریاحین الشریعہ نے اپنی کتاب کی ج ۳ ص۱۲۳ و ۱۴۰ پر نقل
کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آج کل کے علماء کو سمجھ نہ آئے تو اور بات ہے لیکن
جناب سیدہ تو یہ سب کچھ جانتی تھیں کہ انبیاء اور آئمہ کا وجود طاہر کی رحم نجس
میں نہیں آسکتا اور وہ چہاردہ معصومین سے بحیثیت ایک فرد آدم سے عبداللہ
تک یہ ساری منزلیں گذار چکی تھیں، لہذا بی بی پاک نے پاک رحم کو پہچان ہی لیا
حالانکہ بنابر اختلاف اس بی بی کی اور ہمشیرگان بھی آنے والی تھیں مگر ان میں اس
قابل جناب سیدہ کو کوئی نظر نہ آیا۔ اس لئے نگاہ انتخاب اسی پر پڑی اور اس کو
اس قابل سمجھا کہ اس سے سید الساجدین جیسا پاک وجود پیدا ہو سکتا ہے۔

کامل بہائی کے حوالہ سے صاحب انوار المواہب علامہ نہاوندی نے
نقل فرمایا ہے کہ جناب شہر بانو ہر شب بکر بودہ چوں حوران بہشت یعنی جناب

شہر بانو ہر رات باکرہ تھی مثل حوران بہشت اکسی عالم کو بہ انکار نہ ہوگا۔ کہ حوران بہشتی کثافت حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہیں، اور شہر بانو ہر رات انکی مثل ہو میں ثبوت ہے اکہ مستور مذکورہ بھی کثافت مذکور سے پاک ہے، صاحب کتاب نے ساتھ جناب پیغمبرؐ کا فرمان نقل فرمایا ہے اکہ جناب پیغمبر نے فرمایا تھا۔ کہ حسن اور حسین علیہما السلام جس کے حصے میں ایسی عورت آئی جو ہر رات باکرہ ہو گی تو اس کی صلب سے امامت تا قیامت ہو گی ا یہی وجہ تھی کہ جناب حسن علیہ السلام کثرت ازدواج میں مشہور ہوئے کیونکہ جناب کو صرف ایسی عورت کی تلاش تھی کہ جو فرمان پیغمبرؐ ہر رات باکرہ ہو تاکہ امامت میری ذات میں جائے اسی وجہ سے جب ان صفات کی عورت نہ ملتی تو طلاق فرما دیتے آخر جناب حسین علیہ السلام نے شہر بانو کی شادی کے بعد اپنے بھائی سے عرض کیا۔ کہ آپ کوشش نہ فرمائیں وہ عورت میرے حصہ میں آگئی ا اس پر جناب حسنؑ کو تسلی ہو گی ا کہ اب امامت ذریۂ حسینؑ میں چلی گئی ا ملاحظہ ہو کتاب انوار المواہب جزء رابع اشفاقی صـ۵ چہارم

والدہ جناب امام محمد باقرؑ فاطمہ بنت حسن

بائیسویں دلیل

سب سے اہم دلیل تو اس کی طہارت کے لئے یہی کافی ہے اکہ وہ امام کی لڑکی ہے اور امام بھی جو گذشتہ انبیاء سے معولہ کے خاتم النبیینؐ کے سب سے افضل امام علامہ مجلسیؒ کے فرمان کے مطابق معضول انبیاء کی دختران کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے تو جوان سے افضل امام

ہو اس کا کثافت مذکورہ سے پاک ہونا کیسے ضروری نہیں ؟ ناظرین اس بیان کو سمجھنے کے لئے ایک بار تیسری دلیل کو پھر ملاحظہ فرمالیں۔ صاحب ریاحین نے تو دو فقروں میں اسکی طہارت پر قلم توڑ کر رکھ دیا ہے کہ کانی است اورا کہ از اغصان شجرۂ طیبہ است و اعراق دوحہ عصمت باشد

اس پاک و پاکیزہ مادر امام کے متعلق امام جعفر صادق ؑ کی زبانی ایک فضیلت بیان کرتا ہوں ، امام جعفر صادق ؑ میفرمود کانت صل بقتہا لم تدرک فی آل الحسن امراۃ مثلہا امام اپنی جدہ پاک کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ ایسی صدیقہ تھیں کہ جس کی مثال آل حسن ؑ میں ملنی ناممکن تھی۔ گذشتہ تحریر میں صدیقین اللہ اولیاء والمعصومین پر غور کریں تب یقین پیدا ہوگا کہ یہ بی بی مثل باقی امہات آئمہ کے پاک و پاکیزہ تھی۔

امام محمد باقر ؑ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک بار ایک کمزور دیوار کے سایہ میں تشریف فرما تھیں کہ اس سے گرنے کی آواز پیدا ہوئی آپ نے بلا خوف اس دیوار سے خطاب فرمایا۔ لحق المصطفی ما اذن اللہ لک فی السقوط۔ یعنی مصطفیٰ کا صدقہ میرے اللہ تعالے نے تمہیں گرنے کا حکم نہیں دیا۔ چنانچہ جب تک وہاں سے اٹھ نہ گئیں وہ دیوار بدستور قائم رہی اور جناب سجاد ؑ نے سن کر پاکیزہ مستور کی طرف سے خیرات کی ریاحین الشریعہ ج ۳ ص ۱۵

امام جعفر صادق ؑ کی والدہ ام فروہ

تینتیسویں دلیل ۔ بسند کافی ریاحین الشریعہ ج ۳ ص ۱۶ پر جناب سرکار صدوق ؑ

کی زبان اس بی بی کے متعلق بیان فرمایا ہے، کانت امی ممن آمنت وایقنت واحسنت واللہ یحب المحسنین یعنی میری ماں ایماندار صاحب یقین اور محسنہ تھی، اسی تو قدرت نے فرمایا ہے، اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے لفظ یقین پر غور کریں یہ ہر ایک میں نہیں ملتا۔ یہ اسی خاندان میں جس خاندان میں یہ مستور آگئی اجن کا دعویٰ ہے لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا اس کے متعلق کافی ہے ایک اور واقعہ بھی صاحب ریاحین نے نقل کیا ہے اگر بائیں ہاتھ سے طواف میں اس بی بی نے حجر اسود کو مس کیا تو ایک عام آدمی نے پکڑ کر کہا اے امۃ اللہ سنت میں خطا کر رہی ہو تو بی بی ڈانٹ کر فرمایا خاموش ما خانوادہ بابیشم کہ از علم تو بے نیاز ہستم، یعنی بس اس خانوادہ سے ہوں کہ جن کو تیرے علم کی ضرورت نہیں، اب غور فرمائیے، ایسے خانوادہ میں ہونے والی مستور کے متعلق کیسے یہ جرأت کی جاسکتی ہے کہ وہ صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہے،

جناب امام موسیٰ کاظمؑ کی والدہ جناب حمیدہ بربریہ

چوبیسویں دلیل

اصول کافی کے حوالہ سے معلی ابن خنیس کی زبانی جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے، قالؑ حمیدۃ مصفات من الادناس کسبیکۃ الذہب مازالت الاملاک تحرسہا حتی ادت الی کرامۃ من اللہ لی والحجۃ من بعدی منتخب التواریخ ص۲۶۳ اس کا ترجمہ صاحب کتاب نے فارسی میں یہ کیا ہے، یعنی "حضرت صادقؑ

فرمود حمیدہ صاف است از خبائث وچرکیہا مانندسمشتۂ طلا و ملائکہ محافظت می کردند او را تا رسانیدند بمن گرامی کردن از جانب خدائے تعالیٰ مراد حجت بعد مرا، جلاء العیون ص۳۰۰ جناب مجلسی اعلی اللہ تعالےٰ نے یہ ترجمہ فرمایا ہے حضرت صادقؑ فرمود کہ حمیدہ پاک و پاکیزہ است از ہر چرکے و عیبی مانند طلائی خالص و ہمیشہ ملائکہ بامر حق تعالےٰ او را حراست کردند کہ دست بیگانہ باو نرسیدہ تا بدست من آمد برائے بزرگواری من و برائے بزرگواری حجت بعد از من، یعنی جناب مجلسی ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ حمیدہ پاک و پاکیزہ ہے ہر میل اور عیب سے مثل سونے خالص کے اور ہمیشہ ملائکہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے رہے ہیں کہ کسی بیگانہ کا ہاتھ اس تک نہ پہنچے یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ جائے میری بزرگواری کے لئے اور میرے بعد والی حجت کی بزرگواری کے لیئے اصاحب ریاحین الشریعہ نے ص $\frac{19}{4}$ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے لیکن الحجتہ بعدی کی بجائے للحجتہ بعدی لکھا ہے اعلامہ مجلسی کا ترجمہ بھی للحجتہ بعدی کے ماتحت ہے۔

ناظرین اس سے صاف دلیل اور کیا ہے گی۔ اصول کافی کی عبارت اور پھر ترجمہ جناب مجلسی مرحوم کا سونے پر سہاگہ ہے اچھا ہے فاضل نقوی اپنے مبادی علوم کے اساتذہ سے زیبا شرم کہہ دیں کہ امہات آئمہ کا نجاست کفر و شرک سے پاک ہونا ضروری ہے، لیکن مجلسی مرحوم نے کھلے لفظوں میں پاک و پاکیزہ از ہر چرکے و عیبے فرما دیا کیا ایام ماہواری کسی نجیب عورت کے لیئے عیب نہیں ہے اگر جس کا بیٹا حضرت عیسٰی سے افضل ہو اور آپ مریم سے اس مرتبہ میں

گھٹ جائے، انصاف درکار ہے،

ناظرین علامہ مجلسی کے کلام سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر نبی ہر امام ہر حجی کی ماں وہ ہو سکتی ہے جس کو کسی عام انسان کا ہاتھ نہ لگے، بلکہ ملائکہ کی ڈیوٹی ہے کہ امری مخلوق کی مظروف مستورات کی حق بحق حقدار رسید تک وہ حفاظت کرتے رہیں، ایضاً امام کا فرمانا کہ میری بزرگواری کے لئے اور میرے بعد والی حجت کی بزرگواری کے لئے ناظرین حضرت عیسیٰ بھی تو بزرگوار تھے، وجیهاً فی الدنیا والآخرة ومن المقربین کی آیت پر غور کرو، عیسیٰ کی بزرگواری کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ماں کثافات معیوبہ سے پاک و پاکیزہ ہو اور جو ان سے افضل بزرگ ہوں ان کی ماں نجاست کفر و شرک سے پاک ہو، تعجب ہے،

شکر ہے خداوند عالم کا کہ جس کا علم تا ابد ہر شے پر محیط ہے، کہ اس نے گذشتہ علماء سے کچھ نہ کچھ ان مخدرات عزت کے لئے لکھوا ہی دیا۔ کہ اہل انصاف اپنے عقیدے درست کر سکیں، حیرانی ہے کہ کافی تو داخل درس ہو گی، کیا فاضل نقوی دام عزہٗ کی نظر قاصر سے امام کی یہ حدیث رہ گئی، ورنہ اس جرأت کا اقدام کر کے سائل نقوی کو خوش نہ کرتے،

مادر امام رضاؑ جناب نجمہ خاتون

بچیسویں دلیل صاحب منتخب التواریخ محمد ہاشم خراسانی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۲۴ پر ایک خواب نقل فرمایا ہے کہ جس میں جناب

رسول اکرم نے حمیدہ والدۂ جناب موسیٰ کاظمؑ جس کا تذکرہ اوپر کر چکا ہوں سے فرمایا اے حمیدہ تو نجمہ کو کاظمؑ کے حوالے کر دے فانہ سیلد لك منہا خیر اھل الارض یعنی اس سے وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ جو زمین والوں میں بہترین ہوگا چنانچہ حسب فرمان رسالت حمیدہ خاتون نے جناب کاظمؑ کے حوالہ کر دی اس سے امام رضاؑ پیدا ہوئے اور اس کے بعد اس بی بی کا نام بھی طاہرہ ہو گیا۔ عیون اخبار الرضاؑ میں شیخ صدوق نے لکھا ہے۔ فسماہا الطاھرہ اس کا نام طاہرہ رکھا گیا۔ ناظرین غور فرمائیے کہ اس عورت سے اہل زمین کا بہتر لڑکا پیدا ہوگا اور رضاؑ پیدا ہوئے ان کی علیٰ ؑ اہل ارض سے نہیں ہے۔ پھر علیٰؑ کی ماں کثافات سے پاک اور امہات آئمہ صرف نجاست کفر و شرک سے پاک کیا معنی ایضاً۔ جس عورت کی سفارش پیغمبرؐ فرمائے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ کثافات سے پاک و صاف تھی تو اس سے جناب رضاؑ جیسا ذیقدر امام افضل از عیسیٰ پیدا ہوا۔

جناب حمیدہؓ خاتون کی پیشن گوئی

چھبیسویں دلیل عیون کے حوالہ سے صاحب منتخب نے صہ ۵۲۵ پر یہ پیشن گوئی تحریر فرمائی ہے کہ جناب حمیدہؓ خاتون نے اپنے لائق فرزند جناب موسیٰ کاظمؑ سے فرمایا یا بنی ان تکتم جاریۃ ما رائیت افضل منہا ولست اشک ان اللہ تعالیٰ سیطہر نسلہا ان کان لہا نسل الخ یعنی اے میرے پیارے فرزند تکتم یعنی نجمہ یا طاہرہ ایسی نوجوان عورت ہے

کہ اس سے افضل کسی کو میں نے نہیں دیکھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کی نسل کو اللہ تعالےٰ مطہر قرار دے گا۔ اگر اس سے اولاد ہوئی،

ناظرین انصاف کے ساتھ غور فرمائیں! بی بی حمیدہ نے نجمہ کے متعلق تطہیر باب تفعیل سے مضارع کا صیغہ مع سین استعمال فرمایا ہے، اور تطہیر کا معنی جناب مجلسی کے فرمودہ ترجمہ سے پہلی دلیل میں نقل کر چکا ہوں کہ مطہرہ وہ ہے جو کثافات حیض ونفاس واستحاضہ سے پاک ہے اصاف دلالت کرتا ہے، کہ تکتم یا نجمہ یا طاہرہ یا اروی یا تکتن یا سمان ہر قسم کی کثافت سے پاک و صاف تھیں،

دوسرے بی بی کا حتمی فرمانا کہ اگر اس سے اولاد ہوئی تو وہ اولاد مطہر ہوگی صاف دلالت کر رہا ہے، کہ خانوادہ عصمت کی مستورات ان علامتوں سے واقف تھیں کہ جن علامتوں کے موجود ہونے کے بعد وہ عورتیں اس قابل ہوتی ہیں کہ ان سے ایسی پاک و پاکیزہ امری مخلوق پیدا ہو سکے، انصاف چاہیے

والدہ جناب امام محمد تقیؑ سبیکہ خاتون

maablib.org

ستائیسویں دلیل

صاحب منتخب التواریخ نے باب یازدہم صہ۴۹۵ پر مسعودی کی اثبات الوصیۃ سے نقل کیا ہے کہ جناب امام محمد تقیؑ کی والدہ ماجدہ کا نام سبیکہ تھا وانہا کانت افضل نساء اہل زمانہا یعنی وہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل تھیں، صاف ظاہر ہے کہ افضلیت یہی ہے، کہ وہ کثافات سے پاک وصاف تھیں،

اٹھائیسویں دلیل

اسی صاحب منتخب مذکور نے امام رضاؑ کی زبانی نقل کیا ہے کہ جواد میرے بیٹے کی ماں یعنی سبیکہ خاتون خلقت طاہرہ مطہرۃ یعنی جواد کی ماں طاہرہ اور مطہرہ خلق کی گئی ناظرین لفظ مطہرہ پر غور کریں، پھر ترجمہ دلیل اول علامہ مجلسی کو ملا کر پڑھیں تو صاف ظاہر ہوگا کہ یہ بھی امہات آئمہ کی طرح کثافات سے پاک و پاکیزہ ہیں، اب غور فرمائیں جس کی خلقت ہی طاہرہ مطہرہ ہو اس کے متعلق کیسے یہ نظر قاصر کا تجویز کردہ قول، مان لیا جائے کہ امہات آئمہ کا صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہونا ضروری ہے اور بس،

فرمان نبی آخر الزمان علیہ السلام

انتیسویں دلیل

لیجئے امام جواد کی والدہ ماجدہ کے متعلق فرمانِ نبویؐ بھی ملاحظہ فرمائیں، جس کا صاحب ریاحین الشریعہ ج ۳ ص ۲۲ پر نقل کیا ہے پیغمبرؐ نے اسی مستور ذی شعور کے لئے فرمایا بابی ابن خیرۃ الاماء النوبیۃ ... اس کا ترجمہ بھی صاحب کتاب کا پیش کردہ لکھ دوں، پدرم بقربان پسر بہترین ... کہ از اہل نوبہ و پاکیزہ است یعنی محمدؐ فرماتے ہیں میرا باپ قربان ہو اس ذی عزت ... کہ جو بہترین نوبیہ کنیز سے پیدا ہوا اور وہ کنیز پاکیزہ ہے اب تو یقین ہو گیا ہوگا ... کہ امہات آئمہ کی طرح کثافات سے پاک و پاکیزہ ہے،

والدہ جناب امام علی نقیؑ جناب سمانہ خاتون

تیسویں دلیل صاحب منتخب التواریخ نے باب دوازدہم صد ۵۳ پر اور صاحب ریاحین الشریعہ نے ج ۳ صد ۲۳ پر یہ فرمان نقل کیا ہے بحوالہ اثبات الوصیۃ مسعودی عبارت یہ ہے، قال اسمہا سمانۃ وانہا امۃ عارفۃ بحقی وھی من الجنۃ لا یقربہا شیطان مارد ولا ینالھا کید جبار عنید وھی کانت بعین اللہ التی لا تنام ولا تخلف عن امہات الصدیقین والصالحین امام علی نقیؑ فرماتے ہیں کہ میری ماں کا نام سمانہ ہے وہ میرے حق کی معرفت رکھتی ہے اہل جنت سے ہے۔ اس کے قریب نہ سرکش شیطان بھٹک سکتا ہے اور نہ یہ کسی جبار کے دام تزویر میں آ سکتی ہے کیونکہ وہ اسکی حفاظت میں تھی جس کی آنکھ نہیں سوتی اور صدیقین اور صالحین کی امہات سے کسی سے پیچھے نہیں ہے، ظاہر ہے کہ صدیقین و صالحین سے مراد آل محمدؐ ہیں کمافی التفاسیر گویا جیسی باقی آئمہ کی امہات ہیں ویسی یہ بھی ہے یہ صفات پاکیزگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہے جیسے وہ کثافات سے پاک ہیں ویسے ہی اس کو سمجھا جائے۔

خدا کرے صاحبان انکار اب بھی فرسودہ عقیدے کو چھوڑ کر منزل تسلیم میں قدم رکھ لیں اور مان لیں کہ ہمارا فتویٰ غلط ہو سکتا ہے کیونکہ بشریت کو دخل ہے، اور نصوص آئمہ علیہم السلام کا جھٹلانا گناہ عظیم ہے لہذا کہدیں کہ امہات آئمہؑ جملہ کثافتوں سے پاک ہیں،

مادر جناب امام حسن عسکریؑ جناب سلیل خاتون

اکتیسویں دلیل صاحب منتخب التواریخ نے باب سیز دہم ص ۷۹۵ پر اثبات الوصیۃ مسعودی سے نقل کیا ہے، صاحب ریاحین الشریعہ نے ج ۳ ص ۲۳ پر امام علی نقیؑ سے روایت کیا ہے اجب سلیل مادر حسن عسکریؑ امام مذکور کے سامنے لائی گئیں تو فرمایا سلیل مسلولتہ من الآفات والعاہات والارجاس والانجاس ثم قال سیھب اللہ لک حجتہ علی خلقہ الخ یعنی ہر قسم کی آفت عیب اور جملہ حتیٰ رجس و نجاست سے پاک ہے، پھر اسی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خداوند عالم تجھے وہ فرزند دے گا جو اللہ تعالےٰ کی سب خلق پر حجت ہوگا، صاحب ریاحین نے انجاس کی بجائے ادناس لکھا ہے مطلب وہی ایک ہے کوئی بار یکی نہیں، کہ جملہ آئمہ طاہرین کی امہات کی طرح جناب امام حسن عسکریؑ کی والدہ بھی جملہ کثافتوں سے پاک اور بے عیب ہے

والدہ جناب حجتہ نرجس خاتونؑ

بتیسویں دلیل صاحب جلاء العیون نے ص ۶۵۱ پر ولادت حضرت حجتؑ کے موقعہ پر جناب حسن عسکریؑ کی زبانی نقل فرمایا ہے، کہ حسن عسکریؑ نے نرجس کو مادر موسیٰ سے تمثیل دی اور فرمایا " ما نور ہای حق تعالیٰ ایم چرک وریم را از ما دور گردانیدہ است" یعنی ہم جملہ آئمہ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں، لہٰذا ہر قسم کی نجاست ہم سے دور رکھی گئی ہے، ظاہر ہے کہ ظرف

پاک ہوگا تو ظروف بھی نجاست سے صاف ہوگا۔ بین ثبوت ہے کہ جناب نرجس خاتون باقی امہات آئمہ کی طرح کثافات سے پاک و صاف تھیں،

تیتسویں دلیل قطرہ من بحار مناقب النبی العترۃ کے آخری باب صٖ۲ پر حدیث اول میں ولادت امامؑ کا سارا واقعہ بیان کیا ہے اس میں یہ ہے کہ جب امام پیدا ہوئے تو جناب حسن عسکریؑ نے فرمایا اپنی پھوپھی حکیمہ خاتون کو کہ میرے لخت جگر کو لے آؤ چنانچہ لے گئیں آپ نے فرمایا نرجس کو بلاؤ کہ بیٹے کے ساتھ وداع کر لے کیونکہ اب یہ آسمانوں پر جائے گا۔ اور ویسے بھی پردہ فضا میں رکھا جائے گا۔ چنانچہ نرجس آئی اور بیٹے کو پیار کیا۔ ظاہر ہے کہ اگر بی بی نفاس میں تھیں تو پھر چل کر اس وقت امام تک کیسے پہنچ گئیں، معلوم ہوا کہ یہ بھی باقی امہات آئمہ کی طرح پاک و صاف تھیں

زیارت نرجس خاتون

چونتیسویں دلیل زیارات کے بعض فقرے رہ گئے تھے، خیال ہے کہ نرجس خاتون کے حالات کے ساتھ ان جملہ ہائے زیارات کو نقل کر دوں۔ تاکہ یہ مطلب تشنہ تحقیق نہ رہ جائے،

محدث قمی نے مفاتیح الجنان صٖ۵۲ پر زیارات سامرہ میں جناب نرجس خاتون کی زیارت میں یہ فقرہ نقل فرمایا ہے، السلام علیک وعلی روحک وبدنک الطاہر الخ یعنی اے مادر امام دوازدہم تیرے اوپر سلام ہو، تیری روح پر سلام ہو تیرے پاک بدن پر سلام ہو ظاہر ہے کہ وہ بدن کیسے

طاہر مانا جاسکتا ہے جو کثافت سے پاک ہو

زیارت فاطمہ بنت اسد

پینتیسویں دلیل مفاتیح کے صفحہ ۳۳۰ پر زجس خاتون کی زیارت کے الفاظ بعینہ مادر علیؑ ابن ابی طالب کے لئے نقل فرمائے ہیں صرف عبارت نقل کروں معنی اوپر دیکھ لیں، السلام علیک وعلی روحک وعلی بدنک الطاہر الخ اس کے آگے یہ الفاظ قابل غور ہیں، راضیۃ مرضیۃ طاہرۃ الخ اب طاہرۃ پر غور فرمائیں اور اپنے فتویٰ کو بدلنے کی کوشش کریں۔

ابراہیم ابن رسول اللہ

چھتیسویں دلیل مفاتیح مذکور کے صفحہ ۳۲۹ پر جناب ابراہیم فرزند جناب خاتم النبیین کے لئے یہ فقرہ موجود ہے، واضح رہے، کہ ابراہیم مذکور ماریہ قبطیہ کے بطن اقدس سے پیدا ہوئے، درمیان زیارت یہ عبارت ہے، طاہرا من کل نجس ومقدسا من کل دنس اے ہر نجاست اور پلیدی سے پاک و پاکیزہ طاہر ہے، کہ یہ تب پاک بن سکتا ہے کہ جس ظرف سے یہ پیدا ہوا ہے وہ ظرف پاک و پاکیزہ ہو، جب ابراہیم پاک ہے تو اس کی ماں کو بھی عوارض نسوانیہ سے بری تسلیم کرنا پڑے گا۔

کعب الاحبار کا اظہار حق

ستیتسویں دلیل معاویہ کے دربار میں سعد بن لیث نے کعب الاحبار سے سوال کیا کہ کتب گذشتہ انبیاءؑ میں ہمارے نبیؐ کا قصہ کس طرح ولادت کے بارے میں نقل کیا گیا ہے، کیا تمہاری کتب میں اس پیغمبرؐ کی کوئی فضیلت ہے؟ معاویہ کی رضا معلوم کرنے کے لئے کعب نے اس کی طرف دیکھا حق تعالیٰ نے معاویہ کی زبان پر جاری فرمایا کہ اے ابو اسحٰق جو دیکھا ہے یا جانتا ہے بیان کر، کعب نے جواب دیا میں نے ۷۲ آسمانی کتب کا مطالعہ کیا ہے صحف دانیال کو پڑھا ہے، سب میں محمدؐ اور اس کی عترت کا تذکرہ ہے، اور سب کتابوں میں محمدؐ کا نام معروف ہے، ہنگام ولادت ہیچ پیغمبرے ملائکہ نازل نشدند بغیر عیسیٰؑ و احمدؐ و حجابہای بہشت را نزدند برائے زنے از مریم و آمنہ ملائکہ نازل نہیں ہوئے، سوائے عیسیٰؑ و احمدؐ کے اور بہشتی پردے بغیر مریم اور آمنہ کے کسی کے لئے نہیں لگائے گئے، وقت حمل کسی کی حفاظت کے لئے ملائک بغیر مادر عیسیٰؑ اور مادر احمدؐ کے مقرر نہیں کئے گئے / جلاء العیون صہ ۳۴

ناظرین بغیر کسی توجہ کے سمجھ گئے ہوں گے کہ مادر عیسیٰؑ سے مادر محمدؐ کو مثال دیا گیا یا ہر معاملہ میں مریم کے شریک قرار دیا گیا۔ کیا اس میں کوئی گنجائش رہ گئی ہے۔ کہ جیسے مریم معصومہ تھی بتول تھیں طاہرہ تھی جیسے اس کے بچے کی ولادت کے وقت ملائک آئے، جیسے بہشتی پردے اس کے لئے لگائے گئے جیسے وقت حمل ملائک نے اس کی حفاظت کی، بالکل اسی طرح مادر احمدؐ کو تصور کرو، اب تو ضرورت نہیں رہی کہ

یہ کہنا پڑے گا کہ صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہونا ضروری ہے
اور یہ بھی قابل غور ہے کہ سب کتب الٰہیہ میں محمدؐ اور ان کی عترت کے فضائل موجود ہیں، گویا تسلیم ہے کہ وہ بھی ہر معاملہ میں محمدؐ جیسے ہیں سوائے نبوت کے ویسے تو پیغمبرؐ نے کلنا محمد فرما کر ثابت فرما دیا کہ ان کی امہات بھی میری ماں جیسی ہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امہات آئمہ بھی مثال مادر احمد کثافات سے پاک و صاف تھیں۔

لائق بیوی کے لیے ابراہیم خلیلؑ کی سفارش

اڑتیسویں دلیل

عمرہ بنت اسعد ابن اسامہ سے اسمٰعیلؑ نے شادی کی جناب ابراہیمؑ بیٹے کو ملنے کے لئے مکہ تشریف لائے لیکن اسمٰعیلؑ شکار کو تشریف لے گئے تھے ان کی زوجہ سے یہ چلتے چلتے فرما گئے کہ اسمٰعیلؑ کو کہنا کہ تم اپنے مکان کی چوکھٹ بدل ڈالو، واپسی پر بیوی نے ابراہیمؑ کا پیغام دیا سنتے ہی اسمٰعیلؑ نے اس عورت کو طلاق دے دی۔

اس کے بعد سیدہ بنت مضاض ابن عمرو جرہمی سے نکاح فرمایا۔ ابراہیمؑ پھر تشریف لائے تو اسمٰعیلؑ پہلے کی طرح موجود نہ تھے، جب واپس تشریف لے چلے تو فرماتے چلے کہ شوہر کو کہنا کہ اب اس چوکھٹ کو نہ بدلنا۔

علماء تو شاید ایک وجہ خاص پر جو روایت میں موجود ہے۔ اسبب طلاق قرار دیں گے اور وہ یہ کہ پہلی عورت نے خدمت نہ کی تنگدستی کی شکایت کی اس لئے بدلنے کا حکم دیا۔ اور دوسری نے خدمت کی تب فرمایا شوہر کو کہنا کہ مکان کی چوکھٹ بحال رکھو لیکن فقیر کا خیال ہے کہ ایک نبی کی ذات اس سے ارفع و

اعلیٰ ہے کہ بیٹے کی زوجہ کی ذرا سی کوتاہی پر حکم طلاق صادر فرمائیں ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ابراہیمؑ نے علم رسالت سے اس عورت کو انتقال نور محمدی کے قابل نہ سمجھکر اس کے بدلنے کا حکم دیا ۔ لیکن دوسری عورت کے قرائن سے یہ محسوس کر کے کہ یہ اس نور سے حاملہ ہونے کے قابل ہے ، حکم دیدیا کہ اس چوکھٹ کو نہ بدلنا اگر انکار پر تل جائے تو اس کی وضاحت جس تاریخ سے اس خبر کا خلاصہ نقل کر رہا ہوں اس کے اصل الفاظ میں واضح طور پر دکھلا دوں وجہ طلاق نااہلیت تھی اور دوسری کے لئے وجہ بقا اہلیت تھی ، چنانچہ ریاحین الشریعہ ج ۵ ص ۱۹۵ پر جب دوسری بیوی نے ابراہیمؑ کا پیغام دیا تو اسمٰعیل نے خوش ہو کر فرمایا اے سیدہ شاد باش کہ عتبہ توئی و پدرم بہ نگہداری تو مرا وصیت فرمود واز برائے اسمٰعیل دوازدہ پسر بوجود آورد کہ یکی از آنہا قیدار بود ، کہ حامل نور نبوت سید الانبیاء بود

یعنی اے سیدہ مبارک ہو کہ وہ چوکھٹ تو ہے اور میرے باپ نے تمہاری نگہداری کی مجھ سے سفارش فرمائی ہے ، چنانچہ اسمٰعیلؑ کے اس سے بارہ فرزند ہوئے اور ان میں سے ایک قیدار تھا جو حامل نور سید الانبیاء تھا ۔ اب تو سمجھ میں آ گیا کہ اصل وجہ یہی تھی ، کہ وہ عورت اس قابل تھی کہ نور نبوت اس میں منتقل ہو سکے اسی لئے جناب ابراہیمؑ نے سفارش فرمائی ، معلوم ہوا اس نور کے اپنے بطن میں رکھنے کے لئے قدرت نے ایسی عورتوں کا انتظام فرمایا کہ جو کثافات نسوانیہ سے مثل دیگر عورتوں کے نہ تھیں ۔ ناسخ التواریخ جلد ہبوط ص ۱۳۷ پر بھی یہ واقعہ بیان فرمایا ہے ۔

کتاب معرفت بالنورانیہ ملاحظہ فرمائیں لاجواب چیز ہے

جناب اسمٰعیل کی کوشش

انتالیسویں دلیل صاحب ناسخ نے بیان کیا ہے کہ اسمٰعیل نے جب نور نبوت پیشانی قیدار میں ملاحظہ فرمایا توسب اولاد پر اس کو ترجیح دی اور کتاب عہد نامہ مقررہ تحریر فرمایا۔ اور وہ قیدار کے سپرد فرما کر یہ الفاظ ارشاد فرمائے اگر وضع آں نور پاک جز در ارحام مطہرات نکند۔ یعنی تاکید فرمائی کہ نور پاک محمدی کی وضع بغیر ارحام مطہرہ کے نہ کرے۔

ناظرین ہیں رسالہ کے گذشتہ اوراق میں وعدہ کر آیا تھا۔ کہ آدم سے جناب عبداللہ تک جہاں جہاں نور نبوت بڑھتا رہا۔ ایک دوسرے سے باقاعدہ عہد لیتے رہے۔ کہ اس نور کو نااہل مقام میں کبھی نہیں رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ روایت میں ارحام کے ساتھ لفظ مطہرات لکھا ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ حسب عہد سب ایک دوسرے کو تاکید کرتے تھے کہ مقام اس نور کے لائق تلاش کرنا ضروری ہے اور باقاعدہ عہد نامہ لکھا جاتا تھا۔ (ریاحین الشریعہ ج ۵ ص ۱۹۶)

قیدار کا حکم اسمٰعیل پر عمل

چالیسویں دلیل اوپر والی دلیل ہی میں نے عرض کر دیا ہے کہ اسمٰعیل نے تاکید فرمائی کہ ایسی عورت تلاش کرنا جو اس نور کی وضع کے قابل ہو۔ جناب قیدار نے والد کے حسب حکم اولاد اسحاق سے ایک سو عورت سے شادی کی لیکن وہ نور بدستور پیشانی قیدار میں رہا۔ اس پر پریشان ہو کر

قربان گاہ اسمٰعیل میں قربانی پیش کر کے درخواست کی کہ ایسی عورت کی طرف رہبری کی جائے کہ جو اس نور سے حاملہ ہو سکے، چنانچہ خواب میں حکم ہوا کہ یہ نور سوائے عرب عورت کے کسی رحم میں نہیں آسکتا، تم غافرہ جرہمیہ سے نکاح کرو وہ اس قابل ہے، تلاش کرنے پر دستیاب ہو گئی اور شادی کر لی۔ اگلی بات کتاب کے اپنے لفظوں میں پڑھو، آں نور پاک از صلب قیدار برحم طاہرہ غافرہ قرار گرفت یعنی وہ نور پاک جس کی اسمٰعیل نے سفارش فرمائی تھی، صلب قیدار سے رحم پاک غافرہ میں منتقل ہوا۔ ریاحین الشریعہ ج ۵ ص ۱۹۶

ناظرین غور فرمائیں اگر تلاش کرنے پر لائق عورت نہ مل سکے تو بذریعہ خواب ہدایت کی جاتی ہے، گویا ایزد متعال نے خود یہ اہتمام رکھا ہے اکہ یہ نور کسی بھی نجس مقام سے نہ گزرنے پائے الہذا ماننا پڑتا ہے کہ انحضرت اور ان کے ساتھ والے تیرہ انوار مقدسہ ہر اس عورت کے شکم اطہر میں سے گزرتے رہے۔ جو کثافات مذکورہ سے پاک و صاف تھے اجیب درمیانی منازل میں قدرت کا اتنا اہتمام ہے اکیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ آئمہ معصومین ظاہری دنیا پر ایسی امہات سے پیدا ہوں جو صرف نجاست کفر و شرک سے پاک ہوں کلا و رب الکعبہ

آنحضرت کا عبد مناف کا جناب ہاشم سے عہد لینا

اکتالیسویں دلیل

اب چلتے چلتے نور محمد مع دیگر انوار کے جناب ہاشم تک پہنچ جاتا ہے، ان کی پیشانی میں جناب عبد مناف نے دیکھ لیا کہ اب میرے بعد یہ حامل نور نبوت ہے، تو انہیں اس غرض سے اپنے پاس طلب

فرمایا کہ حسب دستور گزشتگان ہاشم سے عہد لوں چنانچہ جلاء العیون ص۱۸
پر ان الفاظ میں تذکرہ ہے "پس ہنگام وفات عبد مناف عہد و پیمان از ہاشم
گرفت کہ نور حضرت رسالت ما را بجا ر نگہ در رحمہای پاکیزہ از زنان مسلمہ نجیبہ پس
ہاشم قبول عہد نمود" یعنی وقت وفات جناب عبد مناف نے اپنے بیٹے ہاشم سے
عہد و پیمان لیا کہ نور حضرت رسولؐ کو ایسے سپرد نہ کرنا مگر رحمہائی پاکیزہ میں مسلمان
اور نجیب عورتوں سے پس ہاشم نے اپنے والد سے وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
ایسا ہی کروں گا۔

غور فرمائیں، ایسے اہم انوار جن کے لئے ہر زمانے میں قدرت نے ان کی پاکی کا
اتنا اہتمام فرمایا کہ ہر ایک کو یہ شرف حاصل ہو گیا کہ وہ حامل نور نبوت ہوا دوسرے
کو سپرد کرنے میں اتنا اہتمام کرتا رہا۔ یہ صرف شیعہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ جہاں
مدارج النبوۃ کے اقتباسات نقل کروں گا۔ وہاں اشارہ کروں گا کہ اہل سنت
نے بھی نقل روایت میں شیعہ کی ہمنوائی کی ہے، صرف تاریخ شیعہ منفرد نہیں ہے۔

انجام کار سعی ہاشم

بیالیسویں دلیل

اب ہاشم شب و روز اسی میں متفکر تھے کہ نور نبوت صحیح
مقام پر منتقل کر سکیں، قیاصرہ روم دعوت نکاح دیتے ہیں،
حبشہ کے سلاطین نجاشی اپنی لڑکیاں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ کہہ کر انکار کیا جاتا ہے
کہ عرب عورت اس شرف سے مشرف ہوگی، مختلف شادیاں کیں اسد منضر عمر و
وصیفی لڑکے پیدا ہوتے رہے۔ صعصعہ رقیہ علاوہ شعثاء نامی بنات پیدا ہوتی ہیں۔

لیکن نور بدستور پیشانیٔ ہاشم میں رہا۔ اب پریشان ہوئے کعبہ کا طواف کیا تضرع و زاری سے درگاہ قاضی الحاجات میں سوال کیا، سوال باب اجابت تک پہنچا ہاتف نے ندا دی کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں، مدینہ جاؤ۔ بنی نجار کے قبیلہ میں عمرو کے پاس جاؤ اس کی لڑکی سلمیٰ کی خواستگاری کرو۔ اگلی عبارت صاحب کتاب کے لفظوں میں ملاحظہ ہو، چنانچہ جلاء العیون کے صد ۱۹ پر یہ الفاظ ہیں، " برتو باد سلمی دختر عمرو کہ او طاہرہ مطہرہ است و پاک دامن است۔ از گناہان"، یعنی سلمیٰ مذکورہ سے شادی کرو کہ وہ طاہرہ ہے، مطہرہ ہے اور گناہوں سے پاک دامن ہے،

ناظرین اب تک کسی کتاب سے صاف لفظوں میں حاملان نور نبوت کی عصمت کھلے لفظوں میں نہیں آئی تھی، لیکن علامہ مجلسی کی اس روایت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ سلمیٰ بوجہ حمل نور نبوت گناہوں سے بھی پاک ہے تو پھر تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ سب امہات حوا سے نرجس تک گناہوں سے پاک ہیں، اصلاب یا انبیاء کے تھے یا اوصیاء کے، وہ تو ہر حال میں معصوم ہونا ہی چاہیئے تھے، لیکن اس احدیث نے صاف کر دیا کہ حاملات نورِ محمدؐ بھی گناہوں سے پاک ہیں

بوجہ طوالت اس روایت کے بعض حصے میں نے چھوڑ دیئے ہیں، صرف مختصر خلاصہ پیش کرنے پر اکتفا کی ہے، لیکن فارسی دان حضرات کو دعوت دوں گا کہ اس نور کے عہد و پیماں کو ہر زمانہ میں اگر مفصل دیکھنا ہو تو جلاء العیون از صد ۱۶ تا صد ۱۹ بغور مطالعہ فرمائیں، اردو دان طبقہ کے لئے کتاب حیدر آباد سندھ میں دو جلدوں میں اردو میں بھی شائع ہوگئی ہے،

امام موسیٰ کاظمؑ کی روایت

تینتالیسویں دلیل

من صلب الی صلب ومن رحم الی رحم فی الطبقۃ العلیاء من غیر نجاستہ بل نقلا لا عن ملوحین ولا نطفۃ حشرۃ کسائر خلقہ بل انوار لم انتقلوا عن اصلاب الطاھرین الی ارحام المطھرات کتب قطرہ فی مناقب النبی والعترۃ ص۳۲ بحوالہ تاویل الآیات الظاہرۃ مولفہ شرف الدین نجفی ترجمہ یہ ہے "ایک صلب سے دوسرے صلب کی طرف اور ایک رحم سے دوسرے رحم میں منتقل ہوتے رہے طبقہ علیا میں بغیر نجاست کے درانحالیکہ نقل ہوتے رہے یہ خیال نہ کریں یہ نجس پانی سے پیدا ہوئے، اور نہ نطفہ حشرہ سے مثل پانی لوگوں کے بلکہ یہ انوار اصلاب طاہرین سے ارحام مطہرات میں نقل ہوتے رہے" اب تو سمجھ میں آیا۔ خود امام نے فیصلہ فرمایا کہ ہماری خلقت عام لوگوں جیسی نہیں، مومنین غور فرمائیں، جب ساتویں امام خود اپنی جنس کی مخلوق کو عام خلق سے علیحدہ کر کے سمجھا رہا ہے، کہ ہماری امہات مطہرات ہیں، اب نظر قاصر والے مولویوں کا کیسے اعتبار کریں،

maablib.org

جلاء العیون کے چند اقتباسات

ناظرین لطف سے خالی نہ ہو گا کہ آخر کتاب میں جلاء العیون سے چند اقتباسات نقل کردوں کہ جن میں آئمہؑ کی پیدائش کا واقعہ آئمہؑ کی زبانی نقل ہے صرف ترجمہ کرتا جاؤں گا۔ تاکہ رسالہ زیادہ طویل نہ ہو جائے،

پہلی حدیث جناب امام زین العابدین کے حالات میں علامہ مجلسی نے یہ نقل کیا ہے اسانیدہ معتبرہ کے ساتھ جناب جعفر صادق سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حق تعالے چاہتا ہے کہ امام کو پیدا کرے ایک ملک کو بھیجتا ہے کہ زیر عرش سے شربت آبی ہے کہ والد امام تک پہنچاتا ہے، وہ نوش فرماتا ہے اس سے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے، چالیس دن شکم مادر میں کچھ نہیں سنتا اس کے بعد ہر گفتار کو سنتا ہے، جب پیدا ہوتا ہے اسی ملک کو پھر بھیجتا ہے، وہ دونوں آنکھوں کے درمیان اس آیت کو لکھتا ہے، وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھوالسمیع العلیم بروایت دیگر شکم مادر میں وائیں بازو پر لکھتے ہیں، جب منصب امام پر فائز ہوتا ہے، ہر شہر میں اس کے لئے ایک نور مقرر کیا جاتا ہے کہ جو کام اس آبادی پر ہوتا ہے، اس نور سے امام ملاحظہ فرما لیتا ہے صفحہ ۵۵۹ -

دوسری حدیث حالات امام محمد باقر میں یہ حدیث لکھی ہے، احادیث معتبرہ میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے، جب کسی امام کی ماں اس کے حمل سے حاملہ ہوتی ہے تو سارا دن اس مستور پر سستی طاری رہتی ہے، غش کے مثل، حالت مذکور میں ایک مرد کو خواب میں دیکھتی ہے، وہ بشارت دیتا ہے، فرزندہ دانای بردبار کی پیدائش کی، جب خواب سے بیدار ہوتی ہے اپنے دائیں جانب آواز سنتی ہے، کہنے والے کو نہیں دیکھتی، وہ کہتا ہے کہ تو حاملہ ہوگئی، بہترین اہل زمین سے اور تیری بازگشت خیر و نیکی کی طرف ہے اور تجھے بشارت ہو حوصلہ مند دانا فرزند کی پس وہ مستور کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتی نو ماہ کے بعد

اپنے گھر ملائکہ کی آواز سنتی ہے، شب ولادت اپنے گھر میں نور مشاہدہ کرتی ہے پھر وہ نور نظر نہیں آتا۔ مگر اس پیدا ہونے والے امام کے پدر بزرگوار کو مربع بیٹھا ہوا ماں سے پیدا ہوتا ہے، سر کے بل نہیں پیدا ہوتا۔ زمین پر پہنچ کر رو بقبلہ تین مرتبہ چھینک آتی ہے، بعد عطسہ الحمد پڑھتا ہے، ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوتا ہے، خون اور کثافات میں آلودہ نہیں ہوتا۔ آگے کے دانت جمے ہوئے ہوتے ہیں، دونو ہاتھوں سے سارا دن نور ساطع ہوتا ہے۔ ص ۵۶۶

تیسری حدیث

حالات جناب امام جعفر صادقؑ میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے حضرت جعفر صادقؑ نے فرمایا امام کے متعلق کوئی لفظ نہ کہو تمہاری عقلوں کی رسائی امام تک نہیں پہنچ سکتی، امام شکم مادر میں لوگوں کی باتیں سنتا ہے، ختنہ کردہ پیدا ہوتا ہے جب رحم سے باہر آتا ہے ہاتھ زمین پر رکھ کر شہادتیں ادا کرتا ہے۔ ملک اس کی آنکھوں کے درمیان تمت کلمۃ ربک والی آیت لکھتا ہے، مرتبہ امامت پر فائز ہونے کے بعد ہر شہر کے حالات ایک ملک کے ذریعہ امام تک پہنچائے جاتے ہیں۔ ص ۵۵

چوتھی حدیث

حالات امام موسیٰ کاظمؑ میں یہ حدیث ہے اس حدیث میں ولادت جناب موسیٰ کاظمؑ بیان کی گئی ہے البتہ ایک فقرہ قابل غور ہے، اور وہ یہ کہ امام نے فرمایا "شما را خبر کنم کہ ایں فرزند مثل فرزندان دیگر نیست" یعنی یہ لڑکا مثل دوسرے لڑکوں کے نہ سمجھا جائے۔

ابو بصیر کے سوال پر کہ علامت امامت کیا ہے، فرمایا، جس رات میرے دادا کا نطفہ قرار پایا ملک میرے دادا کے باپ کے پاس آیا۔ اور وہ حالت خواب میں تھے

آسمانی شربت دیا۔ جو دودھ سے سفید مکھن سے نرم شہد سے شیریں برف سے ٹھنڈا تھا۔ انہوں نے نوش فرمایا ۔ ۔ ۔ اس شربت سے میرے جد کا نطفہ منعقد ہوا، اسی طرح میرے باپ کی پیدائش کے لئے میرے دادا کے پاس ملک شربت لایا پھر میری پیدائش کے لئے میرے باپ کے پاس شربت لایا۔ پھر وہی شربت ملک میرے پاس لایا۔ ۔ ۔ ہر امام کا نطفہ آسمانی شربت سے ہوتا ہے، جب وہ شکم مادر میں چار ماہ کا ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ روح القدس کا بدن امام سے تعلق پیدا کر دیتا ہے، حیوان نامی ملک آتا ہے، دائیں بازو پر تمت کلمہ ربک الاٰیتہ لکھتا ہے جب پیدا ہوتا ہے زمین پر ہاتھ رکھتا ہے اور سر لبوی آسمان بلند کرتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس منادی کو سنتا ہے، یہ ندا تین مرتبہ آتی ہے جس میں اس امام کا اپنا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر کہا جاتا ہے اثابت رہ تجھے امر عظیم کے لئے پیدا کیا ہے، تو میرا برگزیدہ ہے، خلق میں سے میرے اسرار کا محل میرے علم کا صندوق میری وحی پر امین زمین پر میرا خلیفہ تیرے اور تیرے موالیوں کے لئے اپنی رحمت وقف کر دی الخ ص ۵۸۹

پانچویں حدیث

حالات جناب امام رضاؑ میں جناب نجمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب میں حاملہ ہوئی اس فرزند بزرگوار کی وجہ سے کوئی ثقل محسوس نہ کرتی تھی، جب نیند آتی تو میرے شکم سے تسبیح وتہلیل وتمجید کی آواز سن کر ڈر جاتی، جب یہ فرزند پیدا ہوا ہاتھ زمین پر رکھے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ لبوں کو حرکت دی ایسی بات کی جو میں نہ سمجھ سکی، اتنے میں جناب موسیٰ کاظمؑ تشریف لائے اور مبارک دی کہ یہ کرامت پروردگار تجھے نصیب ہو۔ ۔ ۔ فرمایا یہ بقید" خدا

ہے زمین میں اور حجت خدا میرے بعد۔

دوسری روایت میں محمد انجازیاد کو جناب موسیٰ کاظمؑ نے ولادت امام رضاؑ پر فرمایا کہ میرا یہ لڑکا ختنہ شدہ اور پاکیزہ پیدا ہوا ہے۔ اور سب آئمہ کی ولادت ایسی ہی ہوتی ہے۔ صث ۶۰۸

چھٹی حدیث حالات جناب امام محمد تقیؑ میں عیون المعجزات کے حوالہ سے کلیم ابن عمران نے خدمت جناب امام رضاؑ میں عرض کی کہ اپنے لئے دعا کریں کہ آپ کو اللہ تعالےٰ فرزند عطا فرمائے۔ امامؑ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ مجھے ایک لڑکا عطا کرے گا۔ چنانچہ جب امام محمد تقیؑ پیدا ہوئے تو جناب امام رضاؑ نے مجھے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ فرزند عطا فرمایا ہے کہ جو مثل موسیٰؑ ابن عمران دریا کو شگافتہ کرے گا۔ اور نظیر عیسیٰؑ ابن مریم ہے کہ حق تعالےٰ نے ان کو مقدس فرمایا تھا۔ اور اس کی ماں کو طاہر و مطہر پیدا کیا تھا صث ۶۲۶

ساتویں حدیث حالات امام علی نقیؑ میں بسند معتبر جناب سرکار صداقتؑ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حق تعالےٰ امام کی پیدائش کا ارادہ کرتا ہے بہشت کے سات پتے اس امام کے باپ کے لئے بھیجتا ہے، وہ امام تناول فرماتا ہے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے، جب نطفہ مبارک رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے تو لوگوں کی آواز سنتا ہے، جب دنیا پر آتا ہے حق تعالیٰ ایک ستونِ نور اس کے لئے درمیان آسمان اور زمین کے بلند فرمایا ہے ملک اس کے بازو پہ آیتہ تمت کلمتہ ربک لکھ دیتا ہے۔

آٹھویں حدیث:۔ حالات جناب امام حسن عسکریؑ میں بسند معتبر جناب صادقؑ

سے روایت ہے جب اللہ خلق امام کا ارادہ فرماتا ہے زیر عرش سے پانی کا قطرہ زمین پر بھیجتا ہے، اور قطرۂ آبی کسی میوہ یا گھاس پر قرار کرتا ہے، پس پدر امام اس گھاس یا میوہ کو تناول کرتا ہے، اسی قطرہ آب سے نطفۂ امام منعقد ہوتا ہے، جب رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے چالیس دن کے بعد لوگوں کی آواز سنتا ہے، چہار ماہ ہونے کے بعد اس کے بازو کے راست پہ تمت کلمۃ ربک الآیہ لکھا جاتا ہے، جب ظاہری دنیا پر آتا ہے اللہ تعالیٰ حکمت کے خزانے عطا فرماتا ہے، زیور علم و وقار سے مزین فرماتا ہے، خلعت ہیبت اسے پہناتا ہے، ایک چراغ نور اس کے دل میں روشن فرماتا ہے اور وہ لوگوں کے ما فی الضمیر سے آگاہ ہوتا ہے، اسی نور کے ذریعہ اعمال مردم ملاحظہ فرماتا ہے اور ان کے کئے پر مطلع ہوتا ہے۔ صد ۴۴۰

نویں حدیث حالات حضرت حجتؑ بن امام حسن عسکری سے بیان کیا گیا ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہم اوصیاء کا حمل شکم میں نہیں ہوتا، پہلو میں ہوتا ہے اور ہم رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماں کی ران سے پیدا ہوتے ہیں، اس لئے کہ ہم نور حق تعالےٰ ہیں، اور چرک و نجاست ہم سے دور کیا گیا ہے۔ صد ۵۶۱

مذکورہ بالا احادیث کو غور سے پڑھنے کے بعد محسوس ہوگا کہ یہ انوار مقدسہ عام انسانوں کیطرح پیدا نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ امری خلق عام انسان کیطرح ایسی امہات سے پیدا ہوتے ہیں کہ جن کو حیض و نفاس آتا ہو، بلکہ ان کے لئے قدرت کا انتظام ہی علیحدہ ہے اور وہ انتظام قدرت کے ماتحت پاکیزہ ارحام سے پاک و پاکیزہ پیدا ہوتے ہیں۔

معارج النبوۃ کے چند حوالے

اب ہم حسب وعدہ معارج النبوۃ کے چند اقتباس اپنے موقف کی حمایت میں نقل کر کے رسالے کو اختتام تک پہنچا دوں اقتباسات سے پہلے صاحب معارج کے بیان کردہ اسمائے رجال و نساء خلاصہ کے طور پہ درج کر دوں الغرض جن اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں انوار مقدسہ منتقل ہوتے رہے ہے، اور ترتیبؑ ار جناب عبداللہؑ اور آمنہ تک یہ سلسلہ پہنچا دوں گو علمائے انساب شجرۂ نسب محمدیؐ کو عدنان تک پہنچا کر سکوت کرتے ہیں کیونکہ آگے کچھ اختلاف ہے،

اصلاب طاہرہ	ارحام طیبہ	سام	نبت شادیل
جناب آدمؑ	جناب حواؑ	ارفخشد	مرجانہ
جناب شیثؑ	جناب مخوایلہ (بعض کے نزدیک حور ہے)	عابر ہود نبی	میشا
انوش	نام غیر موجود	شالخ	عزوہ
قینان	,,	فالغ	عروہ
مہلائیل	,,	اشروع یا اشبوع یا شارع	×
بارد یا یارد یا برد	بروره	ارغوا	قسلکہ
اخنوخ یا اخنوخ یعنی ادریس نبی	بروفاہ	ناخور	سکتن
متوشلخ	عزباء	تارخ	ادنی
لمک یا ملامک	قینوش	ابراہیمؑ	ہاجرہ
نوح پیغمبرؑ	عمورہ یا عورہ	اسمٰعیلؑ	سیدہ

قیدار	عاضرہ	کنانہ	برہ
حمل	سعیدہ	نضر	جندلہ
نبت	عارث بنت مراد	مالک	عاتکہ یا فکرشہ
ہمیسع	جلیبہ بنت قحطان	فہر	سلمیٰ
اد	سلمیٰ بنت حارث	لوی	ماریہ
ادو	بلہات بنت ایوب	کعب	وحشیہ
عدنان	امینہ	ازد	جندہ
معد	معاوہ	کلاب	رند یا فاطمہ
نزار	عنکلات یا عبیدہ	قصی	حبہ
مضر	خزعہ یا خفیفا	عبدمناف	مغیرہ بنت عاتکہ
الیاس	خندف	ہاشم	سلمیٰ
مدرکہ	سلمیٰ	عبدالمطلب	فاطمہ
خزیمہ	برہ یا ثانیہ	عبداللہ	آمنہ

موجودہ اسماء معارج النبوۃ سے استخراج کئے گئے ہیں، ہمارے سلسلہ نسب اصلاب وارحام میں صرف مستورات کے چار نام نہیں لکھے جا سکے مذکورہ بالا سلسلۂ نسب کے حالات جو صاحب معارج النبوۃ نے تحریر فرمائے ہیں، رسالہ کے عنوان کے ماتحت جو فقرے میرے دعویٰ کی تائید میں ہیں ان کو مع عبارت فارسی مع صفحہ کتاب درج ذیل کرتا ہوں؛

اقتباسات معارج النبوۃ رکن اول

عہد نامہ حوض اعظم پر آدم نے شیث کو طلب فرمایا روح القدس مع ہزار ملک کی موجودگی میں ریشمی پارچہ پر قلم یاقوت سے یہ عہد نامہ لکھا گیا اور ملائک کی شہادت ثبت کی گئی جبرئیل نے باقاعدہ مہر لگائی از طرف قدرت رد لے شیث کو پیش کئے گئے، عہد نامہ کی عبارت یہ ہے'

"در نگہداشت آں نور بغایت بکوشد و نرساند او را مگر بپاک ترین حلیلہ از نساء جلیلہ عالم و آں عہد نامہ را دراں تابوت محفوظ دارد و وصیت کند تا تا فرزنداں بطناً بعد بطن عہد نامہا را باین طریق برائے ہر یک فرزندے بنویسد و آں عہد نامہا درین تابوت محفوظ دارید و نزد انبیاء و اوصیاء ہر قرنے بپارید صفحہ ۱۲" ترجمہ اس نور کی حفاظت میں پوری کوشش کرے اور نہ سپرد کرے اس کو مگر پاک ترین عورتوں کی طرف جو اس عالم میں جلالت والی ہوں۔ اور اس عہد نامہ کو تابوت میں بحفاظت رکھے اور وصیت کرے تاکہ اس کے فرزند بطناً بعد بطن عہد نامے اسی طریقہ پر ہر ایک فرزند کے لئے لکھیں، اور وہ سب عہد نامے تابوت میں محفوظ رکھے جائیں، اور ہر قرن نبی و وصی کے سپرد کئے جائیں

ناظرین میں نے وعدہ کیا تھا کہ عہد نامہ کا قصہ صرف شیعہ ہی نہیں۔ بلکہ علماء اہلسنت کے نزدیک بھی یہ بات مسلم ہے کہ قدرت نے ان انوار کو پاک رکھنے کا خاص اہتمام فرمایا۔ اور اس کے ماتحت ہر اس بزرگ نے جس کی سبب سے یہ نور اس کے فرزند تک پہنچا خاص تاکید کی اگر دیکھو یہ خاص مخلوق ہے اس لئے

اسکی وضع ناپاک رحم میں قطعاً واقع نہ ہو / چنانچہ صاحب کتاب نے اس اہتمام
کو حسب ذیل الفاظ میں نقل کیا کہ وقت انتقال نور اللہ تعالےٰ نے کیا کیا اقدام حفاظت
فرمایا۔

ضروری اہتمام

"از جملہ دانستنیہا است ایں کہ ہر گاہ نور آنحضرت از صلبی
بہ بطنی انتقال مے فرمود شیطان را محبوس مے داشتند
تا آں ہنگامی کہ آں فرزند تولد مے فرمود و بآذان بلوغ مے رسید" یعنی یہ جاننے
کی بات ہے کہ جب نور آنحضرت ؐ ایک صلب سے بطن کی طرف منتقل ہوتا تھا
تو شیطان کو قید کر دیا جاتا تھا۔ تا اینکہ وہ فرزند پیدا ہو کر سن بلوغ تک پہنچ جاتا ص ۲۴۷
ایضاً" از اعتقاد کردنیہا است کہ ہر انتقال کہ آں نور را واقع بود مجموعہ
بوسیلہ عقد و نکاح بر منوالیکہ حالا در شریعت محمد ؐ مقرر است۔ و ہرگز اذیال طہارت
آباؤ امہات واجداد و جدات آنحضرت از آدم و حوا تا بعبداللہ و آمنہ بلوث
سفاح و نابکاری ملوث نگشتہ تا ایں معنی بلوح ضمیر و خاطر خطیر مذکور باید داشت
تا نوبت دیگر در شرح نور کامل السرور محمدی از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ
احتیاج بتکرار ایں حکایت نباشد ص ۲۴۷"

یعنی یہ اعتقاد ضروری ہے کہ جتنی دفعہ یہ نور منتقل ہوا ہے وہ سب عقد و
نکاح کے ماتحت ہوا ہے جیسا کہ ہماری موجودہ شریعت محمدیہ میں مقرر ہے اور
کبھی آنحضرت کے آباد و امہات و اجداد و جدات کا دامن طہارت از آدم و
حوا تا عبداللہ و آمنہ زنا اور نابکاری کے ساتھ ملوث نہیں ہوا۔ اس کو اچھی
طرح ذہن نشین کر لو تا کہ جب بھی اس نور کامل السرور کا تذکرہ انتقال اصلاب طیبہ

سے ارحام طاہرہ کیا جائے تو اس کو بار بار بیان نہ کرنا پڑے،

اہتمام شیث صرف ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ منقول ہے کہ شیث نے اس نور کی حفاظت ورعایت میں کمال اہتمام کیا، یہاں تک کہ جب شادی کا خیال دامن گیر ہوا اور اس نور کے سپرد کرنے کا وقت قریب آیا اپنے بھائی بہنوں کے مشورہ سے یا آدم کی فرمائی ہوئی تعیین سے یا اشارہ جبرئیل سے یا امر پروردگار سے محوائلہ کے ساتھ شادی کی ۔۔۔۔ عرائس میں لکھا ہے کہ شیث کے لئے بے مادر و پدر حور پیدا کی گئی تاکہ اس کی شریکۂ زندگی قرار پائے ۔۔۔ جب محوائلہ حاملہ ہوئی اور آثار حمل اس میں ظاہر ہوئے تو اطراف وجوانب سے آوازیں آتیں اور وہ سنتی تھیں کہ ان کو مبارک دیتے ہیں کہ یہ حمل تمہیں مبارک ہو اور کہتے تھے کہ اے محوائلہ یہ نور محمدؐ بطور امانت تیرے شکم میں ہے تجھے نصیب ہوا چنانچہ اس کو نظر خلائق سے محجوب کر دیا۔ ابلیس کو اس کے پاس آنے سے ممنوع کر دیا گیا یہاں تک کہ انوش پیدا ہوئے اور انوش کے معنی صادق کے ہیں صـ ۲۶۴

انوش کا اہتمام سب سے پہلے جس نے خرما کا درخت بویا وہ انوش تھے جب سن بلوغ کو پہنچے تو شیث نے ان کو طلب فرمایا اور فرمایا اے پسر میرے باپ آدم نے اس نور کی حفاظت کے لئے مجھ سے عہد اور میثاق لیا تھا۔ اور اسی طرح میں تم سے عہد و میثاق لیتا ہوں کہ در غیر معصومات وضع این نور نکنی، یعنی کسی غیر معصوم تک اس نور کو منتقل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ انوش نے قبول کیا، جب انوش نوے سال کے ہو گئے تو ان سے قینان پیدا ہوئے

ان کی اولاد بہت بڑی جب ان کی عمر یعنی انوش کی ۹۰۵ سال تک پہنچی اور جب قینان ۷۰ سال کے ہوئے تو ان سے مہلائیل پیدا ہوئے اور اس کے معنی ممدوح ہیں، قینان کی عمر ۸۴۰ سال یا ۹۱۰ سال تھی مہلائیل ۶۵ کا ہوئے تو یارد بیائی موحدہ یا یاردیا یردیا یائی پیدا ہوئے اور اس کے معنی ضابطہ ہے ... بروره نام عورت سے شادی کی ان سے عظیم الشان لڑکا اخنوح یا خنوخ پیدا ہوا۔ جو بعد میں ادریس نام سے فہرست انبیاء میں آیا۔ ص ۲۶۴

سام کا اہتمام

"چوں سام در محافظت نور سید عالم بوصیت پدر مامور بود، زنی معصومہ در غایت حسن و جمال و پاکی طینت بنت شادیل را نکاح در آورد از و ارفخشد ابن سام متولد شد" ص ۲۸۹

یعنی جب سام نور سید عالم کی محافظت پر حسب وصیت پدر خود (نوح) مامور ہوئے تو ایک معصومہ عورت جو بے حد حسینہ تھی اور اس کی طینت پاک تھی بنت شادیل کو نکاح میں لائے اس سے ارفخشد پیدا ہوئے

وصیت ابراہیمؑ

"حضرت محمدؐ کہ از صلب اسمٰعیل است آں گاہ اسمٰعیل را گفت کہ مرا فرمودہ اند کہ درمیان اولادِ خود میثاق از تو فراگیرم تا ایں نور را وضع نکنی الا بنکاح در مطہرات"، یعنی جب ابراہیم کو علم ہوا کہ نور محمدؐ صلب اسمٰعیل میں ہے تو اس وقت اسمٰعیل سے فرمایا کہ مجھے حکم ہے کہ اپنی اولاد میں سے تم سے عہد لوں کہ اس نور کی وضع نہ کرنا مگر نکاح کے ساتھ کثافت حیض و نفاس سے پاک عورتوں میں یعنی مطہرات میں، چنانچہ اسمٰعیل سے عہد لیا اور اسمٰعیل نے وعدہ کر لیا ص ۳۶۳

اہتمام اسمٰعیلؑ بعد از آنکہ قیدار از میان اولاد اسمٰعیل بوصایا مخصوص گشت باخبار پدر بزرگوار معلوم کردہ بود کہ سید اصفیاء و سید انبیاء از نسل او خواہد بود و عہد از وے گرفتہ شد کہ وضع آں نور نکند الا در ارحام طاہرات ص ۳۶

یعنی اس کے بعد کہ قیدار اولاد اسمٰعیل سے وصایا کے لئے مختص ہوئے اور اپنے باپ سے سن سن کر معلوم کر چکے تھے کہ سید اصفیاء اور سید انبیاء ان کی نسل سے ہوں گے اور عہد بھی کر چکے تھے کہ اس نور کی وضع بغیر ارحام طاہرات کے ہرگز نہ کریں گے۔

ایک واقعہ قیدار کے حالات میں صاحب معارج نے واقعہ نقل کیا ہے، جو ہمارے مدعا کی تائید کرتا ہے۔ صرف ترجمہ عرض کرتا ہوں منقول ہے کہ قیدار ایک دن شکار کو گئے وہاں طیور سے ہوا میں اور وحوش سے صحرا میں یہ ندا سنی کہ اے قیدار اگر تجھے علم ہو جائے کہ تم کس نور کا مظہر ہو خدائے ابراہیم کی طرف سے تو تم فکر مند ہو جاؤ، آگاہ ہو کہ امانت سپرد کرنے کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ اور نور محمدؐ تم سے جدا ہو گا، پھر شکار کرنا کیا معنی کہتے ہیں کہ اس وقت عمر دو سو کی ہو چکی تھی، اور کوئی اولاد نہ ہوئی تھی، پرندوں اور درندوں سے یہ ندا سن کر نہایت غمگین حالت میں گھر پہنچا اور دل سے عہد کیا کہ اس وقت تک کھانا پینا بند ہے، جب تک اس بیان کی حقیقت تک نہ پہنچوں، کچھ عرصہ اسی حالت میں گزرا، ایک دن ایک ملک بصورت بشر ظاہر ہوا، اسلام کے بعد یوں گویا ہوا کہ اے قیدار تم زمین کے حاکم ہو اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ کے ذریعہ نور نبوت تم تک پہنچا

ہے۔۔۔۔ خواب میں دیکھا کہ ان کو ندا دی گئی اگر یہ نور جو تمہاری پیشانی میں ہے نور محمدؐ ہے سب عالم ان کے طفیل پیدا ہوا اس کی وضع زنان عربیہ کے بغیر اور جگہ نہ کرنا۔ ایک عورت غافرہ نام ہے اس سے نکاح کرو تاکہ مقصد حاصل ہو، ایسا کرنے پہ ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جس کا نام حمل رکھنا۔

یعقوب کا بیان

قیدار یعقوب کو ملنے گئے ان دنوں غافرہ حمل سے تھیں، یعقوب نے ایک دن قیدار سے یہ بیان فرمایا صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں، یعقوب نے قیدار سے فرمایا کہ شرف محمدیؐ اس میں ہے کہ حضرت حق تعالےٰ اس کو زنان عربیہ میں جاری رکھے اے قیدار تجھے خوشخبری ہو کہ کل غافرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے دیکھا ہے کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ بلائکہ بشارت نازل ہو رہے ہیں، سمجھ میں آتا ہے کہ یہ نور محمدؐ کے خروج کا وقت ہے۔۔۔۔

حمل سے عہد

جب حمل بالغ ہوئے تو قیدار ان کو کوہ ابوقبیس پرلے گئے اور برسبیل وصیت نہ بطور کتابت ان سے عہد لیا یعنی نوشت وخواند کے بغیر زبانی عہد لیا کہ وضع ابن نور نکنی الا بجلال در مطہرات یعنی بغیر مطہرہ مستورات کے یہ نور دوسری جگہ ہرگز نہ پہنچے چنانچہ حسب فرمان پدر اپنی قوم سے سعیدہ نامی ایک مستورسے شادی کی اس سے نبت نامی لڑکا پیدا ہوا اور وہ مظہر اس نور کا ہوا ۔۔۔۔۔۔ وہ نور اس کی پیشانی میں تاباں تھا، بہت نیک سیرت تھا اور والدین کے قدم بقدم

تھا۔ اس کے بعد یہ نور ھمیسع تک پہنچا ؁ ۶۷ تا ۳۴۹

عدنان سے معد، معد سے نزار، نزار سے مضر، مضر سے الیاس

انجام کار

ان کے بعد مدرکہ بعدہ خزیمہ بعدہ کنانہ پھر نضر پھر مالک پھر فہر پھر لوی پھر کعب پھر ازد پھر کلاب پھر قصی پھر عبد مناف پھر ہاشم تک پہنچا۔ وہاشم سوگند یاد کرد کہ نخواہد مگر پاک ترین زنیکہ در جہاں باشد، یعنی ہاشم نے قسم کھائی کہ بغیر پاک ترین عورت کے کسی کو نہیں چاہتا، چنانچہ بحکم قدرت سلمی بنت عمرو سے شادی کی عبدالمطلب پیدا ہوئے ان سے عبداللہ ؁ تا ۹۰۔

ناظرین کو اتنی تکلیف دینے کے بعد اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ بحقِ محمدؐ و آل محمدؐ کہ جن کی پیدائش کا خود قدرت اتنا بڑا اہتمام فرمایا ان کے امہات و آباء کی طرف سے کسی قسم کی رجس و دنس کو نہ آنے دیا۔ اور ہمیشہ پاک و پاکیزہ رکھا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو صحیح طور پر محمدؐ و آل محمدؐ کی معرفت عطا فرمائے اور میرے یہ چند اوراق اپنی درگاہ میں قبول فرمائے،

انشاء اللہ تعالےٰ اگر میرے یہ پریشان خیالات مومنین میں قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے تو باقی عنوانوں پر بھی اسی طرح کے مختصر رسالے پیش ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ وآخر دعوانا

ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین

٭٭٭